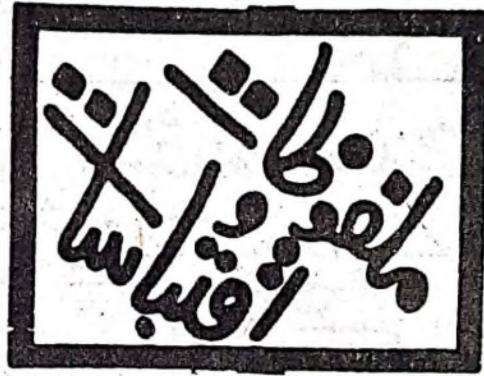
بیانات | ملفوظات و اقتباسات | مکاتیب

حضرت جی
مولانا
انعام الحسن
صاحب رح

مرتب: مُفتی محمد روشن شاہ صاحب قاسمی



مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور



حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رح

مرتب: مُفتی محمد روشن شاہ صاحب قاسمی

فہرست مضامین ملفوظات حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہِ تالیف

حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کے سلسلہ میں مجھے کچھ لکھنا نہیں ہے کیونکہ حضرت جیؒ کی ذاتِ گرامی کو اللہ پاک نے پوری دنیا میں عوام و خواص کے درمیان جو مقبولیت اور مقام عطا فرمایا تھا وہ محتاجِ بیان نہیں، عیاں راچہ بیاں، پھر حضرت جیؒ کے حالات زندگی حضرت جیؒ کے وصال کے بعد تقریباً تمام ہی اخبارات اور رسائل والوں نے بعض نے کچھ تفصیلی اور بعض نے مختصر لکھے ہیں اور اللہ نے چاہا تو ہو سکتا ہے کہ حضرت جیؒ کے اقرباء میں سے کوئی حضرت جی کی تفصیلی سوانح بھی مرتب کرے، اسی طرح یہ مکاتیب ملفوظات، بیانات حضرت جیؒ مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس پر بھی مجھے کچھ تبصرہ کرنا نہیں ہے کیونکہ پڑھنے والے احباب کو مطالعہ کے بعد خود معلوم ہو جائیگا کہ یہ کیسے قیمتی موتی اور جواہر ہیں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ میری مرتب کردہ (۶) کتابیں۔

۱۔ ملفوظات (حصہ اوّل) حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ

۲۔ بیانات (حصہ اوّل) حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ

۳۔ مکاتیب (حصہ اوّل) حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ

۴۔ مکاتیب (حصہ اوّل) حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ

۵۔ مکاتیب (حصہ دوم) حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ

۶۔ حضرت مفتی محمود الحسن صاحبؒ گنگوہی کے تبلیغی اجتماعات میں کئے گئے بیانات کا مجموعہ شائع ہو کر جب منظرِ عام پر آئیں (خدا کے فضل سے بے حد مقبول ہوئیں اور بے انتہا ان کو پسند کیا گیا) اس کے چند ماہ بعد حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا وصال ہوا تو میرے بعض اکابرین نے اور بہت سارے دوست احباب

نے زبانی اور خطوط کے ذریعہ اشارتاً اور صراحتاً مجھ سے یہ فرمایا کہ جب تو نے حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے ملفوظات وغیرہ کی ترتیب دی ہے تو اب حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کے مکاتیب و ملفوظات بیانات کی ترتیب کا کام بھی شروع کر دے جب میرے سامنے یہ صورتحال آئی تو میں نے اللہ کا نام لیکر حضرت جیؒ کے ملفوظات اور مکتوبات و بیانات کی ترتیب کا کام شروع کر دیا اور کوشش کی کہ جلد سے جلد حضرت جیؒ کے ملفوظات وغیرہ منظر عام پر آئیں مگر اسباب وسائل کی کمی اور دیگر عوارض کی بنا پر تاخیر ہوتی گئی اس کے ساتھ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ ہر کام کے ہونے کا ایک وقت اللہ پاک کے پاس متعین ہے۔ بہر حال میرے مالک کا احسان و کرم کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھ جیسے ناکارہ اور بے بس کو اس عظیم المرتبت ہستی کے ملفوظات اور مکتوبات و بیانات کو منظر عام پر لانے کا ذریعہ بنایا، اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اس کام کی توفیق دی میں تجھ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو اس کام کو میرے لئے مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔

اس کتاب کی ترتیب میں جن احباب نے دعاؤں اور ہمت افزائیوں اور مشوروں کے ذریعہ میرا ساتھ دیا میں ان تمام حضرات کا شکر گذار ہوں۔

محمد روشن شاہ قاسمی سنوروی

مدرس: دار العلوم حسینیہ باسم روڈ



ایک ضروری وضاحت

محترم حضرات اس سے قبل دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں اکابرین کے ملفوظات مکتوبات اور بیانات وغیرہ کی صورت میں میری چند کتابیں منظرِ عام پر آئی اور انشاء اللہ آئندہ بھی آتی رہے گی لیکن اس کے ساتھ اس بات کی وضاحت کرنا ضرور سمجھتا ہوں وہ یہ کہ یہ دعوت والا مبارک کام صرف کتابوں کے مطالعہ سے سمجھ میں نہیں آئے گا ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا وہ سب اس کام کے بڑوں کی باتیں ہیں اس لئے یہ کتابیں کام کے سمجھنے میں کسی درجہ میں معاون تو بن سکتی ہیں لیکن کام کی حقیقت، کام کے فائدے اس کام کے ذریعہ پورے عالم سے بے دینی کا دور ہونا، اللہ پاک سے تعلق، سنتوں کا شوق، عموماً پوری انسانیت کا اور خصوصاً اُمتِ مسلمہ کا درد و فکر دل میں آنا، ایمان و اعمال میں ترقی کا ہونا یہ دعوت کے کام میں عملی حصہ لینے سے ہو گا، اس لئے اس کام کے بڑوں نے جو باہر کی نقل و حرکت کے ساتھ مقامی کام کی ترتیب بتائی ہے اس میں خوب جم کر حصہ لیا جائے صرف کتابوں کے

اصول کی باتیں ان کتابوں میں بھی ملیں گی۔ مگر ایک اصول یہ ہے کہ پاکستان میں رائیونڈ مرکز حالات حاضرہ کے اعتبار سے جس اصول کی جو مناسب تشریح کرے وہ اصول ٹھہرے گا۔ لہذا ہمیں برابر اپنے شہر کے مرکز سے رابطہ رکھنا چاہیئے کہ اس وقت وہاں سے کیا ہدایات مل رہی ہیں وہ ہی مقدم ہوں گی۔

العارض

محمد روشن شاہ قاسمی سنودی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک گذارش

جن حضرات کے پاس حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب کے خطوط ہوں برائے مہربانی ان خطوط کو نیچے لکھے ہوئے پتہ پر روانہ کرنے کی کوشش کریں مکاتیب کے حصہ دوم میں ان شاء اللہ ان خطوط کو شائع کر دیا جائے گا تاکہ سب ہی احباب ان قیمتی جواہر سے مستفیض ہوں۔

(پتہ)

محمد روشن شاہ قاسمی
دارالعلوم حسینیہ باسم روڈ، اکولہ مہاراشٹر
پن کوڈ : ۴۴۴۰۰۲

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات ① سے ③ تک

حضرتِ اقدس مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری مدظلہ کے بیان کئے ہوئے ہیں

①
کسی بھی مقام پر کام قابو میں لانے کیلئے تین لائن کی محنت کرنا ہو گی

فرمایا۔ "کسی مقام پر پہونچ کر جماعت یہ مشورہ کرے کہ یہ کام کیسے قابو میں آئے اور قابو پانے کے لئے تین باتیں ہیں اس کی محنت کرنی ہو گی۔

① جماعت والے خود اعمال پر محنت کریں یہ محنت اپنے اندر دین لانے کے لئے ہے۔

② بستی والوں میں دین آجائے اس کے لئے بستی والوں پر دو محنت کرنی ہو گی اوّل بستی والوں میں سے ہر ہر مرد کو اس محنت کے لئے تیار کرنا ہے اس کے لئے گھر گھر جا کر سمجھانے کی محنت کرنی ہو گی۔

③ بستی والوں کو ان اعمال پر لگانے کی محنت کی جائے جن اعمال کو جماعت والے کر رہے ہیں مثلاً، نماز، تلاوت، تعلیم ذکر وغیرہ، ہمارے جانے کے بعد بستی میں کام شروع ہو جائے اس لئے مقامی محنت کرنی ہو گی اور یہ محنت مسجد وار جماعت کے ذریعہ ہو گی۔

(۲)

مستورات کے کام میں ایک اہم بات

فرمایا: "مستورات کے کام میں ایک اہم بات یہ ہے کہ مستورات کا کام مردوں کی سرپرستی ونگرانی اور مشورہ سے چلے، عورتیں خود ہی ذمہ دار نہ بنیں۔"

(۳)

مستورات کے لئے سب سے بڑا اصول

فرمایا: "عورتوں کے لئے سب سے بڑا اصول دینی محنت کرنے والے مردوں کی سرپرستی میں کام کرنا ہے۔"

(۴)

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کا ملفوظ نمبر میاں جی محراب صاحب مدّظلہ کا بیان کیا ہوا ہے

(۴)

مستورات کے لئے چند اعمال

فرمایا: "مستورات مندرجہ ذیل چند اعمال کا اہتمام کریں۔

(۱) عورتیں اپنے گھروں میں پانچ نمازوں کی پابندی کریں۔
(۲) قرآن کریم کی تلاوت کریں
(۳) صبح اور شام ۳ تسبیحات کی پابندی کریں۔
(۴) فضائل اعمال کی تعلیم روزانہ وقت مقرر کرکے کریں۔

⑤ اپنے بچوں کی تربیت کریں اور اپنے گھر کے مردوں کو اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے معین و مددگار بنیں، اور پاک صاف زندگی گذاریں۔
قرب وجوار میں ۳ روز کی جماعت بھی (شرائط کی پابندی کے ساتھ) مستورات کی بنائی جا سکتی ہے۔

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کا ملفوظ نمبر ⑤ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ کا بیان کیا ہوا ہے

⑤ حضرت جیؒ کی انکساری

فرمایا: میں حضرت جی ہوں اپنی جماعت کے ساتھ جماعت ہے تب تو حضرت جی ہے (مقتدی ہیں تو امام ہے ورنہ کل ہے کا امام اکیلا کھڑا ہوا تو)

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات ⑥ سے ⑮ تک حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب مدظلہ کے بیان کئے ہوئے ہیں

⑥ ہماری تعلیم کا مقصد

فرمایا: "ہماری تعلیم کا مقصد ایمان اور احتساب پیدا کرنا ہے۔ ایمان کیا ہے! خدا اس پہ ثواب دے گا۔"

⑦ ذکر کی کمی

بنگلہ دیش کے اجتماع میں حضرت جیؒ نے پوچھا:"

ماحول کیا ہے۔؟

لوگوں نے کہا، "بہت اچھا ہے یہ ہوا، وہ ہوا، ایسا ہوا، ویسا ہوا"۔

حضرت جیؒ نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔

"ہمارے مجمع میں ذکر کی کمی ہے"۔

⑧ پورے عالم کا فکر اوڑھنا ہے

فرمایا: ہمیں پورے عالم کا فکر اوڑھنا ہے اور دنیا کے تمام ملکوں میں جماعتیں بھیجنی ہیں"۔

⑨ آدمی اپنی محنت و قربانی سے ترقی کرتا ہے

فرمایا" کوئی کسی کو آگے نہیں بڑھاتا اور کوئی کسی کو پیچھے نہیں کرتا، بلکہ آدمی اپنی قربانی کے اعتبار سے ترقی کرتا جاتا ہے"۔

⑩ کام کرنے والوں کے دلوں کا اندر سے جڑا ہوا ہونا نہایت ضروری ہے

ایک دفعہ مجھے یاد ہے یہاں کے (بنگلہ والی مسجد کے) مقیمین کو یہاں کے رہنے والوں کو حضرت جیؒ نے جمع کیا۔ حضرت نے بات شروع فرمائی اور کہا۔

"بھائی قصوروار تو ہم سب ہیں"۔

یہ کہہ کر حضرت جیؒ اتنی دیر تک روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں حضرت کی، بہت دیر بعد اگلا جملہ فرمایا۔

"ہم میں سے کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ہم تبلیغ کا حق ادا کر رہے ہیں"۔

کچھ توقف کے بعد پھر فرمایا:

"کام کرنے والوں کے دل اندر سے جڑے ہوئے ہوں۔ اگر کام کرنے والوں کے دل اندر سے جڑے ہوئے ہوں گے تو اللہ پاک ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا"۔

اس میں "اندر" کا لفظ بہت اہتمام سے فرمایا، اگلی بات حضرت جیؒ نے یہ فرمائی۔
"اگر کام کرنے والوں کے دل اندر سے جڑے ہوئے نہیں ہیں تو کام ہو رہا ہو صحیح نہج کے ساتھ ہو رہا ہو، قربانیوں کے ساتھ ہو رہا ہو، یہاں تک کہ اخلاص کے ساتھ ہو رہا ہو پھر بھی تمھاری محنت نتیجہ خیز نہیں ہوگی"۔

(۱۱)

کام کی قدر دانی اور ناقدری کیا ہے؟

اللہ بہت بلند درجات نصیب فرمائے ہمارے حضرتؒ کو ایک موقع پر یہ فرمایا تھا کہ:
"کام کی قدر دانی کیا ہے اور کام کی ناقدری کیا ہے کام کے تقاضوں پر جان و مال کو جھونک دینا یہ اس کام کی قدر دانی ہے اور کام کے تقاضوں پر پہلو تہی، جان بچانا یہ اس کام کی ناقدری ہے"۔

اور وہ یہ بات ایسی فرما گئے جیسے ہر ایک کے ہاتھ میں تھرمامیٹر دے دیا، پوری دنیا کے جتنے کام کرنے والے ہیں سب کے ہاتھوں میں تھرمامیٹر تھما گئے ہیں کہ اسے اپنی بغل میں دبا کر اور اپنے دل کی طرف جھانک کر دیکھ لو کہ کہاں ہو۔

(۱۲)

ایسے آدمی کی حیثیت گیدڑی سے زیادہ نہیں ہے

فرمایا "ایک گیدڑی تھی ایک رات اس گیدڑی کے بچہ نے کہا، اماں، اماں، گیدڑی نے کہا کیا بیٹے، بچہ نے کہا، لوگ باہر یوں کی بات کر رہے ہیں۔
اس گیدڑی نے کہا چپکا رہ چپکا، لوگوں کا خیال میرے ہی بارے میں

ہے کہ میں ہی بڑی ہوں۔

تھوڑا سا کام کر کے یا تھوڑی سی قربانی دے کر یا کچھ اصول جان کر آدمی اپنے آپ کو یوں سمجھنے لگے کہ میں ہی کر رہا ہوں۔ میرے سے ہی ہو رہا ہے، میں ہی لیکر چل رہا ہوں۔ ایسے آدمی کی گیدڑ سے زیادہ حیثیت نہیں ہے۔

(۱۳)

نعمت کی ناقدری کا نقصان اور قدردانی کا فائدہ

فرمایا: "ناقدریوں پر نعمتیں چھین لی جاتی ہیں اور قدردانیوں پر نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(۱۴)

نفس کو ٹھنڈا کرنے کا نسخہ

فرمایا: "نفس ایسا ہے جیسے اُبلتی ہنڈیا، خوب اُبلتی ہے کہ ساری دال باہر آجائے، لیکن اس پر تھوڑا سا وزن یا کوئی لکڑی وغیرہ رکھدو (یا ماحول میں تھوڑا تغیر کر دو تو) ابال ختم ہو جائے گا۔ بس نفس کا معاملہ بھی ایسا ہے اس پر اطاعت کا وزن رکھدو! اور ماحول کو بدل دو) تو یہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ (بتغیر یسیر)

(۱۵)

دعوت کی محنت سے ہم یہ چاہتے ہیں

فرمایا: "ہم اس دعوت والے کام کے ذریعہ یہ چاہتے ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا اُس وقت جو اس اُمت کی حالت تھی اس حالت پر تمام اُمت آجائے

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کا ملفوظ نمبر (۱۶) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سہارنپوری مدظلہ کا بیان کیا ہوا ہے

(۱۶)

دین کی محنت سے تمام شعائرِ اسلام زندہ ہوں گے

فرمایا: "جب اللہ کے دین کی محنت ہوتی ہے تو اللہ دین کے تمام شعبوں کو وجود میں لاتا ہے مدرسے بڑھیں گے، مکتب بڑھیں گے۔ حالانکہ ہم مدرسہ بنانے کی دعوت نہیں دے رہے ہیں لیکن اس عمل کے ذریعہ تمام شعبوں کو زندگی مل رہی ہے دین کی محنت ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمام شعائرِ اسلام کو زندہ فرمائیں گے"۔

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات (۱۷) سے (۱۹) تک حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب جھانجھی مدظلہ کے بیان کئے ہوئے ہیں

(۱۷)

جیسی زندگی گذارو گے ویسی موت آئیگی

فرمایا: زندگی ایسی گذارو جیسے رمضان، تو موت ایسے آئیگی جیسے عید کا چاند۔

(۱۸)

ہمارا اصلی گھر

ایک دن حضرت جی نے واپسی والوں سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ واپسی والوں نے کہا گھر

حضرت جی نے پوچھا گھر کہاں ہے؟

واپسی والوں نے اپنے اپنے گاؤں کے نام بتائے
حضرت جی نے فرمایا ہم سب کا اصلی گھر جنت ہے اور ہم سب کو اس کی طرف جانا ہے۔

(۱۹)

شیطان کو کس نے بہکایا؟

میں نے ایک مرتبہ حضرت جیؒ سے پوچھا کہ شیطان کو کس نے بہکایا تھا؟
حضرت جیؒ نے فرمایا، "اس کو اس کے نفس نے بہکایا"۔

مندرذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات (۲۰) سے (۳۷) تک حضرت مولانا محمد یونس صاحب پونوی مدظلہ کے بیان کئے ہوئے ہیں

۲۰

مولانا یونس صاحب پونوی اور ان کے ساتھیوں کو سفر بھی کی صدا آیا

مولانا یونس صاحب پونوی اور ان کے ساتھی دھولیہ کے اجتماع کے موقع پر حضرت جیؒ کی خدمت میں تاریخ مانگنے گئے تو حضرت جیؒ نے فرمایا۔

"ہم تم سے جماعتیں نہیں مانگتے، اللہ کے فضل و کرم سے جماعتیں تو تم نکالو گے اس کا ہم کو یقین ہے کہ لیکن تمام اللہ کے بندوں کے کانوں تک اللہ کی بات پہونچ جائے، کوئی بھی اللہ کا بندہ ہو اس کے کانوں تک قوت سے یہ بات تو پہونچا دو کہ کرنے والی ذات اللہ کی ہے اور عزت کا راستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ آپس کا جوڑ بہت بڑی طاقت ہے ایک دوسرے کی برداشت کرنا، ایک دوسرے سے تواضع

سے پیش آنا، آپس کے جوڑ اور محبت کے ساتھ کام کرنا، ہر نیا پرانا ساتھی چار چار ماہ اور چلّہ کی جماعتیں لیکر اس میں نکلنے والا بنے گھر گھر تعلیم زندہ ہو جائے، مسجد وار جماعت کو پکا کریں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنّت کی اتباع کی کوشش ہو۔"

(۲۱)

سنّت کے چھوڑنے کا نقصان

حضرت جیؒ سے کئی مرتبہ نکاح کے موقع پر یہ بات سُنی ہے۔ فرمایا: "سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکاح میں ٹوٹے گی اللہ نسلوں سے اطاعت کو ختم کر دے گا۔

(۲۲)

کام کرنے والا کیسا ہو؟

فرمایا: "کام کرنے والے کا یقین اللہ پر مضبوط ہو، دوسرے یہ کہ اپنے علم اپنے مال اپنے تجربہ اور اپنی صلاحیتوں پر نگاہ نہ ہو بلکہ اللہ کی ذات پر نگاہ ہو، تیسری بات یہ کہ نیت بھی صحیح ہو۔"

(۲۳)

علاقہ کے سفر میں ہم کیا بات چلائیں؟

مولانا یونس صاحب پونوی اور ان کے ساتھی حضرت جیؒ کے بیت اللہ کے سفر سے پہلے حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت ہم لوگ اپنے علاقے میں سفر کر رہے ہیں ہم کیا چیز اپنے علاقے میں چلائیں؟ آپ جو چاہتے ہیں وہی کریں گے انشاء اللہ، اس میں ایک بات حضرت جیؒ نے فرمائی تھی کہ "کوشش کر و لینے علاقہ میں سو فیصد مسلمان نمازی بن جائیں"۔

(۲۴)

انفرادی اعمال سے اجتماعی کاموں میں جان آتی ہے

فرمایا: "انفرادی اعمال کے کرنے سے اجتماعی کاموں میں جان آئے گی، اللہ کے ذکر کا اہتمام، قرآنِ پاک کی تلاوت کا اہتمام پابندی کے ساتھ"۔

(۲۵)

پرانوں کو بھی اکرام کے ذریعہ جوڑو

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ بعض پرانے ہاتھ نہیں رکھنے نہیں دیتے، حضرت جیؒ نے فرمایا: اکرام کرو لکڑی جب سوکھ جاتی ہے تو جھکتی نہیں ہے ٹوٹ جاتی ہے"۔

(۲۶)

ہمارا آپس کا سلوک اچھا ہو

فرمایا: "ہمارا آپس کا سلوک اچھا ہو، جب ہمارا آپس کا سلوک ٹھیک ہوگا تو دوسروں کے ساتھ بھی ہمارا سلوک ٹھیک ہوگا، جب آپس کا سلوک ٹھیک نہیں تو دوسروں کے ساتھ بھی سلوک ٹھیک نہیں ہوگا۔

(۲۷)

دو باتیں چاہتا ہوں

پورے ہندوستان کے کام کرنے والے پرانے حضرات کا عملہ حضرت نظام الدینؒ بنگلہ والی مسجد دہلی ہر سال پہونچتا ہے اس سال بھی پہونچا، کسی نے حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے کہا حضرت آپ اس عملہ سے کیا چاہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

"دو باتیں چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ اس عملہ کا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سلوک

اچھا ہو، دوسرے یہ کہ رات کو اٹھ کر اللہ سے مانگے۔"

(۲۸)

طبقہ کو قربانی پر لگاؤ

حضرت جیؒ سے پوچھا گیا کہ اب ایسا طبقہ آرہا ہے جو اوپر کے (اعلیٰ سطح) کا ہے۔ حضرت جیؒ نے فرمایا۔" لگاؤ ان کو بھی کام میں قربانی پر لگاؤ۔"

(۲۹)

ہندوستان کے پرانوں سے حضرتؒ کا سوال جوڑ کیسا رہا؟

ہندوستان کے پرانوں کا پہلا جوڑ ہوا تھا۔ حضرت جیؒ نے دریافت کیا،

"جوڑ کیسا رہا؟"

ساتھیوں نے کہا" ماشاءاللہ بہت اچھا رہا۔"

حضرت جیؒ نے دریافت کیا،" کمی تو کچھ نہیں رہی؟"

ساتھیوں نے جواب دیا، حضرت بظاہر کمی تو کچھ نہیں رہی۔

تو فرمایا:" یہ پرانے رات کو سو رہے تھے اٹھنے والوں میں کمی تھی تو کیا یہ کمی نہیں تھی؟"

سب خاموش ہو گئے، پھر فرمایا۔" رات کو اٹھ کر اللہ سے مانگنے کا اہتمام کریں۔"

حضرت جیؒ نے کئی مرتبہ پرانوں کے جوڑ میں فرمایا کہ

" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی فرمایا آپ نے" کام تو بہت ہو رہا ہے۔ بولنے والے بہت ہیں اور رات کو اٹھ کر مانگنے والے کم ہیں (بتغیر یسیر)

(۳۰)

جو کرتے ہو وہ بتلا دیا کرو اور جو کرنا ہو وہ پوچھ لیا کرو

مولانا یونس صاحب پونوی اور ان کے ساتھیوں نے جب اپنے علاقہ کے مشورے شروع کئے تو علاقہ کا کام تتر بتر تھا جس کے جو من میں آئے وہ کرتا تھا۔ علاقہ کے

مشورے شروع ہونے کے بعد کسی نے حضرت جیؒ سے شکایت کی کہ یہ مہاراشٹر والے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کر رہے ہیں۔ مہاراشٹر کے ذمہ دار جب نظام الدین پہونچے تو حضرت جیؒ نے دریافت کیا۔

"کیا ہو رہا ہے؟ کیا چل رہا ہے"؟

مولانا یونس صاحب نے کہا: "حضرت بات یہ ہے کہ کام تتر بتر ہے جس کے جو من میں آتا ہے وہ کرتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مل جل کر کام صحیح کریں، اس لئے مشورے شروع کیا ہے۔

اس پر حضرت جیؒ نے فرمایا۔

"تب تو ٹھیک ہے لیکن دیکھو جو کرتے ہو وہ بتلا دیا کرو۔ اور جو کرنا ہے وہ پوچھ لیا کرو، ان دونوں باتوں کا معمول بنا لو"۔

(۳۱)

بیان کس سے کرائیں؟

حضرت جیؒ سے پوچھا گیا "بیان کس سے کرائیں"؟

فرمایا: "جس پر کام کے تقاضے اور فکریں غالب ہوں"۔

(۳۲)

کام نہیں ہوگا

مفتی زین العابدین صاحب نے پوچھا، "حضرت تبلیغ کے خلاف کتاب لکھی گئی ہے جواب دوں"؟

حضرت جیؒ نے فرمایا: "آپ جواب دو گے وہ جواب دے گا۔ پھر آپ جواب دیں گے وہ جواب دے گا۔

یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ کام نہیں ہوگا"۔

(۳۳)

حالات میں ہمارا کیا عمل ہو؟

حضرت جیؒ حالات میں فرمایا کرتے تھے۔

"اللہ امت سے ایک چیز چاہتا ہے اس وقت سب سے کٹو اور اللہ کی ذات سے جڑو۔"

(۳۴)

اپنی تجارتوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام مت کرو

تاجروں کے مجمع سے فرمایا:

"دیکھو تمھیں اللہ کا واسطہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ، تم اپنی تجارتوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام مت کرو۔

(۳۵)

سب لوگوں کی فکر کریں

فرمایا: "تمام عالم کے لوگوں کی فکر کرو اور تمام اقوام کے لئے دعا بھی کرو۔"

(۳۶)

وہ کام کرنے والا ساتھی ہو ہی نہیں سکتا

فرمایا: وہ کام کرنے والا ساتھی ہو ہی نہیں سکتا جو بیان کر کے اپنے کو بزرگ سمجھے۔

(۳۷)

تعلیم صرف فضائل ہی کی ہوگی

دہلی میں پرانوں کے مجمع میں آ کر حضرت جیؒ نے فرمایا:

"میرا آنا مشورہ سے طے نہیں تھا صرف اتنا کہنے آیا ہوں کہ تعلیم صرف فضائل ہی کی ہوگی۔

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات (۳۸) سے (۴۱) تک

ڈاکٹر نادر علی خان صاحب علیگڑھ والوں کے بیان کئے ہوئے ہیں

(۳۸)

تین خصوصی اور تین عمومی اعمال

حضرت جی مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے ایک مجلس میں تبلیغ کے عالمی سطح کے لوگ موجود تھے۔ وہ لوگ کہنے لگے، اتنے دنوں سے محنت میں لگے ہوئے ہیں مگر ہمیں اپنے اندر ترقی معلوم نہیں ہوتی، حضرت جی ذہین آدمی تھے سب سے دریافت فرمایا ترقی کیوں معلوم نہیں ہوتی، کسی نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر حضرت جی نے فرمایا: دعوت کے چھ اعمال ہیں تین خصوصی تین عمومی۔

تین خصوصی یہ ہیں (۱) مشورہ میں شرکت کرنا (۲) بیان کرنا (۳) خصوصی ملاقاتیں کرنا، صرف یہی تین اعمال کرتے رہیں گے تو عجب پیدا ہوگا اور خطرہ ہے۔

تین عمومی یہ ہیں (۱) ہر داعی کی بات محتاج ہو کر سننا چاہیے، بات کرنیوالا انپڑھ میواتی ہی کیوں نہ ہو (۲) اپنی اصلاح کی نیت سے دو عمومی گشت کرنا۔ (۳) اپنی اصلاح کی نیت سے قرب جوار میں تین دن لگانا، جب یہ چھ اعمال کرو گے۔ تو ترقی ہوگی۔

(۳۹)

ہم تو نکیر کے فقیر ہیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے بعد حافظ فخر الدین صاحبؒ نے مولانا محمد یوسف صاحبؒ، اور مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ دونوں کو ایک کمرہ میں بلاکر

فرمایا کہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جو چھ نمبر بتائے ہیں وہ ٹھیک ہیں مگر اس میں اور دو نمبر کا اضافہ ہو جائے تو تکمیل ہو جائیگی یہ سُن کر مولانا یوسف صاحبؒ تو خاموش رہے لیکن مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے فرمایا: ہم تو لکیر کے فقیر ہیں مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے اصول (جو قرآن وحدیث اور صحابہؓ کی زندگی سے مستنبط ہیں) ان ہی پر جم کر کام کریں گے اور کروائیں گے۔ انشاء اللہ۔

(۴۰)

حضرت جیؒ کی آخری چند باتیں

پڑانوں کے جوڑ سے پہلے اسی سال (۱۹۹۵ء) حج کے بعد حضرت جیؒ نے چند باتیں بڑی تاکید سے فرمائیں:

مسجد وار جماعت کو منظبوط کرو، ساتھیوں میں جوڑ ہو۔

ڈھائی گھنٹے دینے والے حضرات ۸ گھنٹے پر آجائیں، ۳ دن والے ساتھی ۱۰ دن پر آجائیں۔ ۱۰۰ فیصدی مسلمان نمازی ہو جائیں، ہر مسجد کا ماحول مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اور ہر بستی کا ماحول مدینہ طیبہ جیسا ہو جائے، ہر گھر میں تعلیم شروع ہو۔ اللہ کی بندیاں ذکر کرنے والی بن جائیں، اور ساتھ ہی ساتھ بیرون کی فکریں بھی کریں۔

(۴۱)

اپنی فکر ضروری ہے

بیلگام (ریاست کرناٹک) کے اجتماع ۱۹۹۴ء میں حضرت جیؒ نے فرمایا:

"ہماری مصیبت یہ ہو گئی ہے کہ ہم دوسروں کی اصلاح میں تو برابر لگے ہوئے ہیں مگر اپنی اصلاح کی فکر میں کمی ہو رہی ہے۔

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کا ملفوظ نمبر (۴۲) چھوٹے سعید میاں بھوپالی کا بیان کیا ہوا ہے

(۴۲)

ہر پرانا ساتھی اپنی مسجد کا عمومی گشت ضرور کرے

بھوپال کی ہر مسجد وار جماعت سے دو دو ساتھی مرکز مسجد شکور خاں کے تقاضے پورے کرنے کے لئے طے ہوئے تھے ان ساتھیوں کے اپنی اپنی مساجد کے ہفتہ وار عمومی گشت چھوٹ جاتے تھے اس پر بھوپال کے ذمہ داروں نے دہلی مرکز سے پوچھا:

حضرت جیؒ نے جواب دیا،

"تمھارے مرکز کا کام تم جانو، لیکن ہر پرانا ساتھی اپنی مسجد کا عمومی گشت ضرور کرے۔"

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات (۴۳) سے ۴۴ تک قاری عبد المجید صاحبؒ بھوپالی کے بیان کئے ہوئے ہیں

(۴۳)

کام کرنے والوں میں تین چیزیں ہونا ضروری ہیں

فرمایا: تین چیزیں کام کرنے والوں میں ضروری ہیں۔

(۱) اجتماعِ قلوب: یہ صرف تقریروں اور مشوروں سے نہیں آئے گا بلکہ اس کے لئے دوسروں میں خوبیاں تلاش کریں اور اپنے میں برائیاں تلاش کریں جو دوسروں کو تنقید کا نشانہ بنائے گا یہ فتنہ کا دروازہ ہے۔

(۲) اتحادِ فکر (۳) نہجِ صحیح۔

(۴۴)

پرانے کی پہچان

فرمایا: "اجتماع قلوب اس کام کی جان ہے پرانے کی پہچان یہ ہے کہ کرے اور ڈرے بھی خوب"۔

(۴۵)

اللہ کام کس پر کھولیں گے؟

فرمایا: "جتنا جتنا اپنی جہالت کا اعتراف اندر سے ہوتا رہے گا اللہ پاک اس پر کام کھولیں گے اس سے کام لیں گے۔ اندرونی جہل کے اعتراف کے ساتھ اس کام کو دعائیں مانگ مانگ کر کرتے چلے جائیں گے تو کام چلے گا"۔

(۴۶)

آدمی دل کے ساتھ اس کام کو کب کریگا؟

فرمایا: "آدمی کے دل میں جو بات ہوتی ہے اسی طرح قدم اٹھاتا ہے۔ ہمارے دل کے اندر خدا کی ——— عظمت جلالت ہے تو کام دل سے ہو گا۔ دعاؤں کا اہتمام کیا جائے اپنے کام میں خدا کے دھیان کو لانے کی محنت کرنا ہے خدا کا تعلق پیدا کرنے کے لئے دین کی محنت کرنا ہے۔

(۴۷)

سو فیصد نمازی بنانے کا حضرت جیؒ پر بہت غلبہ تھا۔

فرمایا: "بھائیو سو فیصد نمازی بنانے کی محنت اور کوشش کرو۔

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کا ملفوظ نمبر (۴۸)

محمد اسلم صاحب ناگپوری کا بیان کیا ہوا ہے

(۴۸)

دھیرے دھیرے ہی بڑھنے دو

اررياکوٹ میں ایک ساتھی نے حضرت جیؒ سے کہا۔
"ہمارے علاقہ میں کام دھیرے دھیرے بڑھ رہا ہے۔ اجتماع ہمارے یہاں طے ہو جائے تو کام تیزی سے بڑھے گا۔"
حضرت جیؒ نے فرمایا، "دھیرے دھیرے ہی بڑھنے دو۔"

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات (۴۹) سے (۵۰) تک

حاجی لئیق صاحب مالیگاؤں والوں کے بیان کئے ہوئے ہیں

(۴۹)

۲ دو باتوں کی رعایت کے ساتھ جو بھی چاہے کر لو

کسی نے حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے پوچھا۔ میں کیا کروں؟ کون سا دھندہ اختیار کروں"؟ حضرت جیؒ نے فرمایا، "اللہ کا حکم نہ ٹوٹے، نبیؐ کا طریقہ نہ چھوٹے، جو جی چاہے کر لو۔"

(۵۰)

فرصت گناہوں کا دروازہ ہے

مولانا احمد لاٹ صاحب ملک شام جا رہے تھے حضرت جیؒ سے دریافت فرمایا:
"وہاں جا کر کیسے کام کرنا؟

حضرت جیؒ نے فرمایا:
"فرصت معصیت کا دروازہ ہے اپنے آپ کو مشغول رکھنا، کچھ کام نہ ہو تو پڑ کر سو رہنا"۔

مندرجہ ذیل حضرت جیؒ کے ملفوظات (۵۱) سے (۷۳) تک مرتب کتاب اور پروفیسر سید مسعود علی صاحب بالاپوری ضلع اکولہ اور جناب سید الطاف حسین بورگاؤں منجو ضلع اکولہ مہاراشٹر نے براہِ راست حضرت جیؒ سے سنے تھے۔

(۵۱)

اجتماعی اعمال سے انفرادی اعمال میں ترقی ہوتی ہے

فرمایا: تمام اعمال ہم جو کریں گے دعوت کی لائن سے وہ ہماری ہی انفرادی بہتری کے لئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس محنت پر درجات بڑھائیں گے"۔

—— پرانوں کی مجلس، بھوپال اجتماع: ۲۴ دسمبر ۱۹۹۱ء

(۵۲)

شیطان کا انسان کے عمل پر حملہ

فرمایا: شیطان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان کو عمل کرنے نہ دے، اگر انسان عمل کرتا ہے تو پھر اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ نفس کے شائبہ کو ملادے جس سے عمل بے اثر ہو جاتا ہے۔

—— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳

(۵۳)

اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

فرمایا: اس راستہ میں کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ میں فارغ ہو گیا۔

پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳

(۵۴)

تزکیہ کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: "تزکیہ کسے کہتے ہیں؟ ہماری زندگی میں ایسی کوئی شاخ نکل جائے جو اللہ کے حکم کے خلاف ہو اُسے چھانٹ دینا، زائد شاخ کو چھانٹ دینا یہ ہوا تزکیہ۔

_______ پیرانوے کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳ء

(۵۵)

موت تک اخلاص کی کوشش کرنا ہے

فرمایا: " اخلاص اس کام کی روح ہے کام کر رہے ہوں اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہو اپنی غرض کا شائبہ نہ ہو مخلوق سے اگر نیت چاہیں گے مخلوق خود محتاج ہے کیا دے گی، اللہ سے چاہیں اللہ اپنی شان کے مطابق مرحمت فرمائیں گے۔ ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ میں اخلاص سے کر رہا ہوں لیکن یہ معاملہ اللہ ہی طے کریں گے۔ موت تک اخلاص کی کوشش کرنا چاہیئے، یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ میں مخلص ہوں"۔

_______ پیرانوے کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ء

(۵۶)

دعوت کے کام کے ساتھ سب کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے

فرمایا: " اخلاق اُسے کہتے ہیں کہ ہمارے سے دوسروں کو نفع پہونچ رہا ہو، ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہونچے، زندگی کا ہر شعبہ آج بگڑا ہوا ہے دعوت والے بھی اس ہوا میں بہہ جاتے ہیں ہم کسی سے مصافحہ کرتے ہیں گناہ معاف ہو جاتے ہیں ہم کسی سے ہنس کر بولتے ہیں ثواب ملتا ہے ہر ایک معاملہ میں ہر ایک کے حقوق ادا کرتے ہوئے دعوت کے کام کو کریں، ورنہ صرف دعوت

دعوت کا کام کریں اور سب شعبوں کو نظرانداز کردیں یہ غلط ہے۔"

—————— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ء

(۵۷)

ہر ایک کو اپنی فکر کرنی ہے

فرمایا: "ہر ایک کو اپنی فکر کرنا ہے فکر کرنے میں ۲؍ باتیں۔
دعوت کا کام (۱) اہتمام کے ساتھ کرنا۔
(۲) اخلاص کے ساتھ کرنا۔

—————— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ء

(۵۸)

تقویٰ کے معنی اپنے آپ کو بچاکر لیکر چلنا

فرمایا: "تقویٰ ہماری زندگی میں آرہا ہو، تقویٰ کے معنی ہیں اپنے آپ کو بچاکر لیکر چلنا، دنیا کی اغراض و آرائش سے اپنے کو سمیٹ کر چلنا تقویٰ اگر ہوگا، اللہ ہمارے عملوں کو قبول فرمائیں گے۔"

—————— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ء

(۵۹)

سمجھداری کا تقاضہ یہ ہے

فرمایا: "ایک محنت ایک کوشش وہ ہے جس کا ثمرہ وقتی ہوتا ہے اور پھر وہ ختم ہوجاتا ہے اور ایک محنت وہ ہے جس کا ثمرہ باقی رہتا ہے۔ سمجھداری کا تقاضہ ہے کہ اس محنت کو اختیار کرے دنیا کی جتنی محنتیں ہیں ان کا ثمرہ وقتی اور موت پر ختم۔ موت کے بعد بادشاہت، عہدہ، منصب سب ختم یہ چیزیں موت سے حفاظت نہیں کرتیں، فرعون کہتا تھا یہ مصر میری مملکت

ہے نیل میرے حکم سے بہہ رہا ہے۔ لیکن موت کے وقت یہی کہا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، لیکن دوسری محنت کا نتیجہ ہمیشہ ملتا رہتا ہے آدمی کو چاہیئے کہ وہ اس محنت کو اختیار کرے، وہ ایمان کی محنت ہے جو اس کے ہمیشہ ساتھ رہے گی مدد دے گی، اللہ کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

—————— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۲ دسمبر ۱۹۹۴ء

(۶۰)

تقویٰ کیا ہے؟

فرمایا: تقویٰ کیا ہے؟ خاردار راستے سے جس طرح گذرتا ہے بچتا ہوا، کپڑے بچاتا ہوا، ویسا دنیا میں رہے، تقویٰ وہ ہے جو حرام سے ناجائز سے، لایعنی سے بچائے، تقویٰ آتا ہے تو بہت سی جائز چیزیں چھوڑنی پڑتی ہیں۔"

—————— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع دسمبر ۱۹۹۴ء

(۶۱)

ہر کام کے لئے یکسوئی ضروری ہے

فرمایا: "استخلاص کیسے کہیں گے؟ ایک کام دعوت کا ہمارے پاس ہے وہی کریں گے دوسرا کوئی کام نہیں کریں گے۔ لیکن دوسرے اور جو دین کے کام ہو رہے ہیں ہم ان کو ہلکا نہیں سمجھیں گے۔ نہ ان کے کرنے والوں پر تنقید کریں گے اور نہ ان کی تنقیص کریں گے۔" (بتغیر یسیر)

—————— پرانوں کی مجلس بھوپال اجتماع ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴ء

(۶۲)

اپنے بھائیوں کا اکرام کریں

فرمایا: "ہم دین کا کام کریں اس طرح کہ دوسرے بھائیوں کا اکرام و احترام

کرتے ہوئے۔

———— امریکہ والوں کے احمد پر ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(٦٣)

کام میں جان کب آئے گی

فرمایا: "اگر تمہارے اندر نیت صرف دوسروں کے اصلاح کی ہو گی تو اپنی اصلاح سے غافل ہو جاؤ گے۔ پھر چاہے کام زیادہ ہوتا ہوا نظر آئے لیکن کام میں جان نہیں ہو گی، کام میں جان آتی ہے کام کرنے والے کی تواضع سے اپنے آپ کو محتاج سمجھنے سے۔

———— امریکہ والوں کے احمد پر ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(٦٤)

اکرام کون کرے گا؟

فرمایا: "جو شخص اپنے کو محتاج سمجھے گا تب دوسروں کا اکرام کرے گا۔"

———— امریکہ والوں کے احمد پر ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(٦٥)

کام میں ترقی اور دلوں کو جوڑنے والا عمل

فرمایا: "دوسروں کی باتوں کو غور سے سنیں اس کی وجہ سے دل جڑیں گے پھر کام میں ترقی ہو گی۔

امریکہ والوں کے احمد پر ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(٦٦)

اپنے نفس کو چھوڑ کر کام کرنے کا نقصان

فرمایا: "اپنے نفس کو چھوڑ کر (نفس کی اصلاح کو نظر انداز کر کے) کام کریں گے اوّل تو کام میں برکت نہیں ہو گی اگر وقتی طور سے کام بڑھتا ہوا نظر آئے

تب بھی ایک نہ ایک دن وہ اپنی تان توڑ دے گا۔"

امریکہ والوں کے امدیر ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(۶۷)

آدمی کی نیت اور کوشش پر اللہ راستے کھولتے ہیں

فرمایا: "آدمی کی نیت پر اور کوشش پر اللہ جل شانہ اس کے لئے راستہ کھولتے ہیں اور جب وہ راستہ کھولتے ہیں تو پھر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔"

امریکہ والوں کے امدیر ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(۶۸)

ہماری اندرونی کیفیت نورانی کب ہوگی؟

فرمایا: "اجتماعی و انفرادی اعمال اللہ کے دھیان کے ساتھ اللہ کے ذکر کے ساتھ اور اللہ کے وعدوں پر یقین کر کے کئے جا رہے ہوں گے تو اس سے ہمارے اندر نور کی کیفیت پیدا ہو گی۔" امریکہ والوں کے امدیر ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(۶۹)

اجتماعی اور انفرادی اعمال کے دو الگ الگ فائدے

فرمایا: "اجتماعی اعمال کے ذریعہ سے خدا کا تعلق ملے گا اور انفرادی معمولات پورا کرنے کے ذریعہ خدا کا دھیان ملے گا۔" امریکہ والوں کی امدیر ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء

(۷۰)

جن اعمال کی دعوت دے رہے ہیں خود بھی ان پر عمل کریں

فرمایا: "دین پر چلنے والے بھائیوں کو اس طرف بلانے والے خود کر رہے ہوں گے تو دوسروں پر اثر پڑے گا ایسے اعمال ہوں جن میں خدا کے حکم نہ ٹوٹ رہے ہوں رضاء الٰہی سے کام میں طاقت ہو گی، عمل کی فکر ہو گی تو عمل والے بنیں گے جیسی جس کی فکر ہوتی ہے ویسا وہ کام کرتا ہے۔ اپنے اعمال پر ۲۴ گھنٹوں

یں چلنا ہے جس کے تبلانے سے دوسرا کھڑا ہوتا ہے اُسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ نافرمانی باری تعالیٰ سے بچنا ہے جتنا دوسروں پر اثر ہو گا اتنے وہ لوگ تیار ہوں گے۔ نماز تسبیح۔ تعلیم۔ گشت۔ اکرام و اخلاق۔ ان پانچ باتوں کا خیال رکھنا ہے اللہ کو راضی کرنا ہے اللہ راضی ہو نگے تو دنیا و آخرت میں کامیابی ملے گی (براروالوں کے ' امد پر۔ نبگلہ والی مسجد دہلی

(۷۱)

۱۹ر فروری ۱۹۹۰ء

جو کیا اُس پر شکر اور کمی کوتاھی پر توبہ استغفار

فرمایا: " جتنا ہو رہا ہے اس پر شکر اور کمی کوتاہی پر توبہ استغفار ہم جتنا کر رہے ہوں اللہ جل شانہ کی شان میں تقصیر سمجھیں، شکر و استغفار کی توفیق مانگیں کوشش فکر کر رہے ہوں آگے بڑھ رہے ہوں قدم بڑھا رہے ہوں۔ معافی مانگ رہے ہوں، آگے کے لئے توفیق بھی مانگ رہے ہوں۔

براروالوں کی ' امد پر نبگلہ والی مسجد دہلی ستمبر ۱۹۹۳ء

(۷۲)

دو۲ کاموں سے ترقی ہوگی

فرمایا: " ہر آدمی اس کام کو اپنی ذمہ داری محسوس کرے۔ اللہ کا شکر ادا کرے اور کوتاہی پر معافی مانگے۔ یہ دو کام کریں گے تو اللہ ترقی عطا فرمائے گا اور جان آتی ہے کام میں اللہ کے ذکر سے، جتنی خدا سے اُمید باندھ کر ہم کام کریں گے اتنی اللہ تعالیٰ اُمید کو بر لائے گا جتنی ہماری دُعاؤں کی مقدار بڑھے گی اتنی کام میں مقبولیت خدا کی طرف سے آئے گی۔

۱۹ جولائی ۱۹۹۲ء

(۷۳)

اخلاص تو روح ھے

فرمایا: " اخلاص تو ہے روح، روح پڑے گی کہاں؟ جسم میں (اور اعمال جسم کے درجہ میں ہیں) اس لئے عمل تو پہلے ہو، پھر اس کی روح، عمل ہی نہ ہو تو اخلاص کیسے آئے گا۔ —— ۱۹ جولائی ۱۹۹۲ء

مندرجہ ذیل حضرت جی کے ملفوظات (۴۲) سے (۱۱۰) تک متفرق کتابوں اور رسائل وغیرہ سے لئے گئے

(۴۲)

حضرت جیؒ کا طالب علمی کے زمانہ میں آدھی رات مطالعہ کرنے کا معمول

فرمایا: " ہم دونوں (مولانا یوسف صاحب و مولانا انعام الحسن صاحب) نے آپس میں یہ طے کر لیا تھا کہ رات کے ابتدائی آدھے حصے میں ہم میں سے ایک مطالعہ کرے گا اور دوسرا سوئے گا اور آدھی رات ہو جانے پر مطالعہ کرنے والا چائے بنائے گا اور دوسرے ساتھی کو اٹھا کر اسی کے ساتھ چائے پی کر سو جائے گا اور اس دوسرے کے ذمہ ہو گا کہ فجر کی جماعت کے لئے سونے والے ساتھی کو جگائے، ایک دن مولانا یوسف صاحبؒ شروع رات میں مطالعہ کرتے تھے اور میں سوتا تھا اور دوسرے دن اس کے برعکس ترتیب رہتی تھی۔"

ماخوذ از سوانح مولانا محمد یوسف صاحبؒ ص ۱۸۰

۷۵

حضرت جیؒ کے بیعت ہونے کا واقعہ

فرمایا: "جب حضرت شیخ (مولانا ذکریا صاحبؒ) کو یہ معلوم ہوا کہ ہم لوگ (مولانا یوسف صاحب اور مولانا انعام الحسن صاحب) ابھی تک حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے بیعت نہیں ہوئے ہیں تو فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ تم لوگ چچا جان (محمد الیاس صاحبؒ) سے بیعت ہو چکے ہو گے، بہرحال اب دیر نہ کرو، ہم لوگوں نے حضرت جی (مولانا محمد الیاس صاحبؒ) سے بیعت ہونے کی درخواست کی، حضرت جیؒ نے اسے منظور فرمالیا، خود غسل فرمایا، اور بڑے اہتمام کے بعد خوشی و مسرت کے ساتھ ہم لوگوں کو بیعت فرمالیا اور ارشاد فرمایا، اللہ مبارک فرمائے، اور انشاء اللہ مبارک ہی ہے۔"

ماخوذ از سوانح مولانا محمد یوسف صاحبؒ۔ ص ۱۹۱

۷۶

اپنی اصلاح کی فکر مقدم رکھنا چاہیئے

فرمایا: "اپنی اصلاح کی فکر مقدم رکھنی چاہیئے گھروں سے نکلنے اور نکالنے کا مقصود یہی ہے"۔ ماخوذ از تعمیر حیات ۲۵ ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۱۸

۷۷

عبداللہ بن مبارکؒ کا چھ ماہ درس حدیث دینے اور چھ ماہ اللہ کے راستے میں لگانے کا معمول

فرمایا: "عبداللہ ابن مبارک محدث تھے۔ چھ ماہ حدیث کا درس دیا کرتے تھے اور چھ ماہ اللہ کے راستے میں گذارتے تھے اور اس سفر میں جو غبار جسم پر لگ جاتا تھا اس کو جمع کر لیتے تھے جسے اینٹ بنا کر رکھ دیتے اور اسی طرح قرآن و حدیث کی تحریر میں جو قلم لیتے تھے ان کے تراشے جمع کر لیتے تھے۔

وفات کے موقع پر فرمایا کہ قلم کے تراشوں سے میرے جنازہ کا پانی گرم کیا جائے اور قبروں کو ان اینٹوں سے بند کیا جائے۔"

ماخوذ از الفرقان اگست و ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۱

(۷۸)

ہجرت کیا ہے؟

فرمایا: "اللہ کے لئے اپنی مالوفات اور مرغوبات کو چھوڑ دینا حتیٰ کہ ضرورت پڑنے پر اپنے وطن کو چھوڑ دینا ہجرت کہلاتا ہے۔"

ماخوذ از الفرقان اگست و ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۱

(۷۹)

ہجرت اور نصرت کے ذریعہ پورے عالم میں دین زندہ ہوگا۔

فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین دو طبقوں میں منقسم تھے یا مہاجر تھے یا انصار۔ پہلا درجہ ہجرت کا ہے اور دوسرا نصرت کا۔ لولا الھجرت لکنت امراء من الانصار۔ (ترمذی شریف جلد ثانی) آج بھی اگر امت ان دونوں حصوں میں تقسیم ہوجائے ایک دعوت کے لئے ہجرت کرے دوسرے نصرت تو پورے عالم میں دین زندہ ہوجائے، ساری امت کی فکر کرو، اور انھیں جہنم سے نجات دلانے کی تدبیر سوچو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "میں تمھاری کمر تھام تھام کر جہنم سے روک رہا ہوں مگر تم ہو کہ تیزی کے ساتھ اسی طرف بڑھے جارہے ہو۔"

ماخوذ از الفرقان اگست و ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۱

(۸۰)

دو راستے انسانوں کے زندگی گذارنے کے ہیں

فرمایا: "دو راستے انسان کی زندگی گذارنے کے ہیں۔ ایک اعمال والا دوسرا مادیت والا۔ اور دونوں راستوں پر چلنے والے دو قسم کے انسان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دونوں راستوں کا اور دونوں طرح کے انسانوں کے انجام کا ذکر کیا ہے۔ ماخوذ از الفرقان اگست دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۳۱

(۸۱)

رونے والوں کی کمی ہے

فرمایا: "کام خوب ہو رہا ہے قربانی بھی دی جا رہی ہے۔ رات کو رونے والوں کی کمی ہے۔" ماخوذ از الفرقان اگست دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۳۲

(۸۲)

ساری محنتیں اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوں

فرمایا: "یہ ساری محنتیں ایک اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوں، مادی منفعت کے لئے ہرگز نہ ہوں نہ کسی جاہ وعہدہ کا ارادہ ہو۔"

ماخوذ از الفرقان ماہ اگست دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۳۲

(۸۳)

اللہ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں

فرمایا: "اللہ تعالیٰ جب کرنے پر آتے ہیں تو اصنام سے توحید ظاہر ہوتی ہے باطل کے نقشوں سے حق کی آواز اٹھتی ہے۔

ماخوذ از الفرقان ماہ اگست دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۳۲

(۸۴)

کھانے میں برکت کب ہوتی ہے؟

ایک مرتبہ دسترخوان پر فرمایا:
"کھلانے والے میں بخل نہ ہو اور کھانے والے میں حرص و طمع نہ ہو اُس کھانے میں برکت ہے۔" ماخوذ از الفرقان اگست و ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۲

(۸۵)

زندگی کا مزہ کب آئے گا

فرمایا: "یہ دنیا کی زندگی جو اجیرن بنی ہوئی ہے اگر احکامات کا ان میں لحاظ کر لیا جائے تو زندگی کا مزہ آئے۔" ماخوذ از الفرقان اگست و ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۳۲

(۸۶)

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گذارنے پر اللہ کیا دیں گے؟

فرمایا: "اللہ کی راہ میں ایک صبح گذار دینا یا ایک شام گذار دینا دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے حتیٰ کہ سواری کا کھانا اور لید تک کو شمار کیا گیا ہے۔"

ـــــــ ماخوذ از الفرقان ماہ اگست و ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۲

(۸۷)

الکن - قلیل الکلام - درمیان میں ابوالکلام

فرمایا: "اعمال صالحہ میں حق تعالیٰ نے فی نفسہ حُسن رکھا ہے یہ اعمال اپنے اندر کشش رکھتے ہیں تقریر و تحریر یہ سب معاون ہیں، اصل نہیں۔

پھر فرمایا۔" مولانا عمران خان فرماتے ہیں اس دعوت کے بانی بھی الکن تھے (یعنی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی زبان میں لکنت تھی) اور آپ بھی یعنی قلیل الکلام ہیں۔ بیچ میں ابوالکلام آ گئے تھے

ان کی مراد حضرت مولانا یوسف صاحب نوّراللہ مرقدہٗ تھے جو گھنٹوں تقریر کرتے اور دعوت کے اصول بیان فرماتے تھے۔ پھر فرمایا، ہم تو ایسے ہی ہیں ہمارے نام پر ڈگڈگی بجاکر جمع کرلو اور کچھ کام کرلو"۔ ماخوذ از الفرقان اگست وستمبر ۱۹۹۵ء

(۸۸)

اپنے ذمّہ جو ہے اس کو ادا کرے

فرمایا: "اپنے ذمہ جو ہو اس کو ادا کرے اور دوسروں کے ذمہ جو ہے اس پر زور نہ دے بلکہ معاف کرتا رہے ورنہ حسد اور بغض پھوٹ پڑے گا اور یہی اس اُمّت کا عذاب ہے۔ آج دنیا اس کے اندر مبتلا ہے"۔

ملفوظ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۵

(۸۹)

آپس کی محبّت کا فائدہ

فرمایا: "آپس میں محبتیں ہوں، خلفشار نہ ہو تو عبادات کے اندر جان اور یکسوئی آتی ہے معاملات میں درستگی آتی ہے"۔

ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۵

(۹۰)

دنیا میں امن وامان لانے کا طریقہ

فرمایا: "دنیا میں امن وامان وسکون لانے کا حل یہ ہے کہ برائی کی جگہ بھلائی لے آؤ۔ برائی اپنے آپ چلی جائیگی محض بھلائی پکارنے سے کچھ نہیں ہوگا جیسے اندھیرے کمرے میں شمع کے روشن کرنے کا عمل کرنے سے روشنی ہوگی روشنی روشنی پکارتے سے روشنی نہیں ہوگی"۔

ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۵

(۹۱)

سب چیزوں کی ابتداء اور انتہا مٹی ہے

فرمایا: "انسان کی ابتداء و انتہا خاک پر ہے انسان ہی نہیں بلکہ سب چیزیں خاک سے چلیں اور اسی میں ملیں گی، یہی دنیا کا خلاصہ ہے درمیان کی مختصر سی مدت ہے جس میں اس پر زیب و زینت آتی ہے یہی حال انسان کا ہے کہ درمیانی مدت میں اس کو مال و جمال دیا گیا۔ لیکن یہ انسان ابتداء کو بھول کر اور انجام سے منہ موڑ کر موجودہ پر اتراتا اور اکڑتا ہے۔"

ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۵

(۹۲)

تقویٰ پر زخ کب پڑے گا

فرمایا: "آدمی جب اپنے حق کو معاف کر دے اور دوسروں کے حق ادا کرے تو تقویٰ پر رُخ پڑتا ہے۔" ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۶

(۹۳)

شکر کے تین اجزاء ہیں

فرمایا: "دین کی نسبت حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کریں اور شکر کے تین اجزاء ہیں زبان سے اظہار قلب کے اندر اس کا احساس اور اعضا جوارح اس کے تقاضے پر عمل پیرا ہوں یہ اصل شکر ہے۔"

ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۶

(۹۴)

اللہ کی طرف سے مدد کب ہو گی

فرمایا: "جس قدر ہم دین کے تقاضوں پر کھڑے ہوں گے اتنی مدد اور نصرت

اللہ کی طرف سے ہے۔ وما النصر الا من عند اللہ۔"

ـــــــ ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۶

(۹۵)

اللہ کا احسان کہ اس نے اس کام میں لگایا

فرمایا: "اس کام میں اللہ نے لگایا یہ اللہ کا احسان مانیں، اپنا احسان نہ جتلائیں (کہ میں دین کا کام کر رہا ہوں) قبیلہ بنو اسد کے بعض لوگ مدینہ طیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتلایا تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: یَمُنُّونَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

اور اس کے ساتھ ساتھ کوتاہیوں پر استغفار کرتے رہیں اور تقصیر کا کوتاہی کا اعتراف کرتے رہیں۔" ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۶

(۹۶)

عمل کے بعد معافی کیوں؟

فرمایا: "آدمی چاہے جتنی بھی محنت کرے خدائے پاک کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق کیا ہو سکتا ہے اس لئے اللہ سے معافی مانگتے رہیں اللہ پاک مشکور ہیں قدر دان ہیں وہ ضائع کرنے والے نہیں ہیں ان کے دینے کی مقدار کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے تصور نہیں کر سکتے۔"

ـــــــ ماخوذ از ماہنامہ النور کشمیر ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۶



حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ

مرتب: مفتی محمد روشن شاہ صاحب قاسمی

فہرست مضامین بیانات حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب حصہ اول

بیان نمبر ①

یہ بیان حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ نے ڈھاکہ اجتماع میں

۲۴ جنوری ۱۹۸۱ء کو کیا تھا خطبہ مسنونہ کے بعد!

اللہ پاک کے ہاں قیمتی چیز ایمان ہے۔ اور ایمان کے لئے محنت کرنا پڑتا ہے، ایمان کے بغیر ایک انسان قیامت میں جاتا ہے۔ اور پھر وہاں دنیا کے سارے سونا چاندی کو اپنے فدیہ میں پیش کرے گا۔ تاکہ مجھے اس عذاب سے خلاصی مل جائے لیکن اتنا کچھ پر بھی اپنے آپ کو اللہ کی گرفت اور عذاب سے نہیں چھڑا سکتا، ایمان کے بغیر پہاڑوں کے برابر عمل بھی قبول نہیں، دنیا کے اندر جتنی چیزیں ہیں۔ یہ سب اللہ نے انسانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ اور دنیا کا سارا نظام ایمان والوں کی برکت سے قائم ہے۔ اور جب تک ایک بھی مسلمان اللہ اللہ کرتا رہے گا۔ تو دنیا کا سارا نظام قائم رہے گا اور جب دنیا میں ایک بھی اللہ پاک کا نام لینے والا نہ رہے گا تو اللہ پاک اس سارے نظام کو توڑ پھوڑ دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو دو آدمیوں نے قید کیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا، بادشاہ نے آدھی سلطنت کی پیشکش کی اور کہا کہ اپنے ایمان کو چھوڑ دے، لیکن عبداللہ بن حذافہؓ کا ایمان دل کی گہرائیوں میں اتنا پہونچ چکا تھا۔ کہ کہنے لگے، آدھی سلطنت دیکر ایمان چھوڑنے کے لئے کہہ رہے ہو، اگر پوری سلطنت دیدے تو بھی پل جھپکنے تک بھی ایمان چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں تو بادشاہ نے دوسرا راستہ دھمکی کا اور ظلم و ستم کا اختیار کیا اور اپنے

آدمیوں سے کہا کہ ایک دیگ میں پانی گرم کر کے اس کو اس طرح کی تکلیف دی
کہ جان بھی نہ نکلے اور تکلیف بھی ہوتی رہے اور اگر کوئی نئی بات پیش آئے
پھر مجھے خبر کر دینا۔ عبداللہ بن حذافہؓ کو جب روانہ کیا تو وہ رونے لگے یہ دیکھ کر
ان کو پھر واپس کر کے بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو بادشاہ نے کہا کہ میں تو پہلے
کہہ رہا تھا کہ تکلیفیں جھیلنے اور برداشت کرنے سے پہلے میری بات کو مان
لیں تو اس پر ابن حذافہؓ نے فرمایا تکلیف کے ڈر سے نہیں رو رہا، بلکہ میں تو
اس بات پر رو رہا ہوں کہ میری تو ایک جان ہے اور وہ اب اللہ کے نام پر
ختم ہو جائے گی میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ کاش میری سو جانیں ہوتیں
اور وہ سب کی سب اللہ پاک کے نام پر قربان کر دیتا تو یہ تھا ان لوگوں کا ایمان
اور یہ ایمان ان لوگوں نے محنت کر کے اور تکلیفیں اُٹھا اُٹھا کر حاصل کیا تھا۔
حضرت ابو درداءؓ سے کسی نے کہا کہ فلاں آدمی نے سو غلام آزاد کئے تو اس پر
حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ یہ تو بہت بڑا عمل ہے لیکن اس سے بھی بڑھا ہوا
عمل یہ ہے کہ انسان کے ساتھ ایمان دن رات چمٹا رہے تو یہ سب سے بڑا
عمل ہے۔

قیامت میں بعض مسلمان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں چلے
جائیں گے تو کافر طعنہ کے طور پر کہیں گے کہ آپ تو مسلمان تھے اور آپ بھی دوزخ
میں آ گئے، اور ایمان نے آپ کو کوئی فائدہ نہیں دیا تو اس بحث کو جب اللہ پاک
سُنے گا تو ارشاد فرمائے گا کہ سب مسلمانوں کو دوزخ سے نکال دیں تو کافر جب
یہ دیکھیں گے کہ مسلمان دوزخ سے نکالے گئے تو افسوس کریں گے کہ کاش آج ہم بھی
مسلمان ہوتے اور ان تکالیف سے نجات ملتی

ایک اعرابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور

عرض کیا کہ میرے بس میں قرآن پاک کا سیکھنا نہیں، لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس پر یقین ہے جب وہ واپس ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص بہت سمجھدار ہے۔

ایمان والا کبھی بھی حالات سے متأثر نہیں ہوتا اور اُس کا یقین ہوتا ہے کہ سب حالات اللہ پاک کے ہاتھ میں ہیں۔ حضرت علیؓ کے پاس ایک سائل آیا، اور سوال کیا حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ یا امام حسینؓ کو حضرت فاطمہؓ کے پاس بھیجا کہ ایک درہم لے آؤ، فاطمہؓ نے کہا کہ وہ تو چھ درہم آٹے کے لئے دیئے تھے اور اس میں سے ایک مانگ رہے ہیں۔ واپس آکر حضرت علیؓ سے عرض کیا، حضرت علیؓ نے دوبارہ بھیج کر فرمایا کہ وہ چھ کے چھ درہم لے آؤ۔ اور وہ لاکر سائل کو دیدیئے، ابھی اس مجلس سے اُٹھے بھی نہ تھے کہ ایک شخص اونٹ لیکر آئے اور کہا کہ میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے ایک سو چالیس درہم پر اس وعدہ سے خریدا کہ اس کی رقم بعد میں ادا کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے شخص نے آکر پوچھا کہ یہ اونٹ کس کا ہے۔ اور کیا فروخت کرنا چاہتے ہیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ میرا ہے اور دو سو درہم پر فروخت کرنا چاہتا ہوں وہ شخص لینے کو تیار ہوا، حضرت علی نے دو سو درہم لیکر ایک سو چالیس درہم اُس کے مالک کو ادا کر دیئے، اور باقی ساٹھ درہم لیکر حضرت فاطمہؓ کو دیدیئے، حضرت فاطمہؓ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ہے اللہ پاک اور اس کے رسول کا وعدہ، ان حضرات کو اپنے مال سے زیادہ اللہ پاک کے ہاں رکھنے کا یقین تھا اور یہ یقین تھا کہ اس کا بدلہ دنیا اور آخرت میں ملنے والا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے اعلان کیا کہ صدقہ کے اونٹ تقسیم کئے جائیں گے لہٰذا کل آکر جو لینا چاہے لے لیں تو ایک بوڑھی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ یہ رسی لیکر تو بھی چلا جا کہ آپ کو بھی ایک اونٹ مل جائے گا۔ وہ جب گئے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس ایک کمرے میں گھس گئے تو ڈانٹنے اور تنبیہ کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے اُس شخص سے رسی لیکر اُس کی پٹائی کی، حالانکہ وہ امیر تھے۔ ان کو حق تھا۔ لیکن ان کا ایمان آخرت پر اور اللہ پاک کے سامنے کھڑا ہونے پر کامل تھا۔ اس لئے فرمایا کہ یہ رسی لیکر مجھ سے بدلہ لے لیں تاکہ قیامت کے دن آپ کا میرے اوپر کوئی حق نہ رہے تو ان کو اتنا یقین تھا۔ اور اس یقین کو حاصل کرنے کیلئے انھوں نے تکالیف برداشت کیں تھیں۔ اور ایمان کا سرمایہ جب حاصل ہوتا ہے۔ تو پھر انسان ہر ایک نیک صفت کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ مدینہ منورہ کی بچیوں کی بکریوں کا دودھ دوھا کرتے تھے۔ جب خلیفہ بنے تو مدینہ منورہ کی بچیوں نے کہا کہ اب تو حضرت ابوبکرؓ کے سر پر بہت بڑی ذمہ داری آئی، اب ہمارے بکریوں کا دودھ کون دوہے گا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس جاکر اُن کی بکریوں کا دودھ دوہتے اور پوچھتے کہ جھاگ والا دودھ نکالوں یا بغیر جھاگ والا نکالوں، تو بچیاں کہتیں کہ جھاگ والا نکالو، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اُن کے بکریوں سے جھاگ والا دودھ نکال دیتے، جس سے اُن کے برتن بھر جاتے تھے۔ تو ایمان کے صفات میں سے ایک صفت ہمدردی کی ہے۔

مدینہ منورہ کے کنارے ایک بڑھیا رہتی تھی، جس کا اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں تھا۔ اور ضعیف و کمزور ہونے کی وجہ سے اپنے گھر کا کام کاج نہیں کرسکتی تھی۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ہر روز اُن کے گھر جاکر اُس کے گھر کی صفائی

اور پانی کا گھڑا بھر کر واپس ہوتے، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ؓ نے سوچا کہ اس بڑھیا کا کوئی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے میں اس کی خدمت کر دوں گا۔ کیونکہ ان کا ایمان کامل تھا اور ہمدردی والی صفت حضرت عمر فاروق ؓ کے اندر موجود تھی، اس لئے جب بھی جاتے تو بڑھیا کے گھر کو پاک صاف پاتے کہ اُس کے پانی کا گھڑا بھی بھرا ملتے اور کوئی آکر اس کے گھر کی صفائی بھی کر جاتا، ایک مرتبہ چھپ کر بیٹھ گئے کہ دیکھوں کہ کون ان کا کام کرتا ہے تو دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ انکے گھر سے نکلے تو کہا کہ آپ ہی اس کے مستحق ہیں۔

ایمان بے حیائی سے روکتا ہے۔ اور برائیوں سے بچاتا ہے۔ حضرت ماعزا سلمی ؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا، اُنھوں نے پھر کہا کہ مجھے پاک کیجئے، جب چار مرتبہ عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک کے حکم کے مطابق رجم کرنے کا فیصلہ کیا اور اسی میں حضرت ماعزا سلمی ؓ کی وفات ہوئی تو کسی نے کہا کہ یہ تو کتے کا موت مرا، یہ سُن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو ایسا پاک ہو گیا ہے۔ اور اُن کی ایسی توبہ قبول ہوئی ہے کہ اگر ان کی توبہ کو مدینہ منورہ والوں پر تقسیم کیا جائے تو سارے مدینہ والوں کے گناہ معاف ہو جاویں تو صحابہ کرام ؓ کا ایمان ایسا کامل تھا کہ جب کوئی گناہ صادر ہو جاتا تو بیقرار ہو جاتے، یہ ایمان کی قوت تھی۔ اور اس میں بھی اللہ پاک کی حکمت تھی، اور اُمت کے لئے ایک ضابطہ بنانا تھا۔ ایمان کی قوت ہوتی ہے تو اعمال درست ہوتے ہیں اور جب اعمال درست ہوتے ہیں تو حالات درست ہو جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص

سے زمین خریدلی اور خریدنے والے نے جب زمین میں ہل چلایا تو اس میں سونے سے بھرا ہوا ایک دیگ نکل آیا تو یہ شخص اُس کے پاس جس سے زمین خریدی تھی جاکر کہنے لگا کہ میں نے جو زمین آپ سے خریدی تھی اس میں سونے کا ایک دیگ نکل آیا ہے چونکہ میں نے زمین خریدی ہے دیگ نہیں خریدا ہے۔ اس لئے اپنا دیگ لے جائیں تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو زمین قیمتاً دی ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ بھی آپ کا ہے۔ دونوں میں یہ تکرار ہو رہی ہے اور اس پر یہ فیصلہ ہوا کہ بادشاہ کے پاس جاکر اپنے معاملہ کی تصفیہ کرائیں۔ بادشاہ نے جب دونوں کے بیانات سُن لئے تو پوچھا کہ آپ دونوں کے کوئی جوان بیٹا یا بیٹی ہیں اس پر ایک نے کہا کہ میرا بیٹا ہے دوسرے نے کہا کہ میری بیٹی ہے۔ چنانچہ دونوں کو بلا کر اُن کے درمیان نکاح کیا جب اُن دونوں میں ایمان موجود تھا تو دونوں کا جذبہ دینے کا تھا۔ لینے کا جذبہ ایک میں بھی نہیں تھا۔ آج ہر ایک میں لینے کا جذبہ ہے اور یہ ایمان کی کمی ہے۔ جب لینے کا جذبہ ہوتا ہے تو برائیاں اور جھگڑے ہوتے ہیں۔ اور جب دینے کا جذبہ پیدا ہو جائے تو سب جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے قرض مانگا تو دینے والے نے کہا کہ میں تو قرض دیدوں گا۔ لیکن ہمارے درمیان گواہ کون ہوگا تو قرض لینے والے نے کہا کہ میرے اور آپ کے درمیان گواہ اللہ پاک ہیں تو اس پر اس شخص نے ایک ہزار دینار بطور قرضہ حسنہ دیدیئے، ان دونوں کے درمیان ایک دریا پڑتا تھا۔ میعاد مقررہ پہ قرض دینے والا دریا کے کنارے چلا گیا اور اس انتظار میں تھا کہ میرا وہ قرض لینے والا شخص آئے گا۔ اور اس سے میں اپنا قرضہ وصول کروں گا۔ شام تک انتظار کیا، لیکن کوئی کشتی

وغیرہ نظر نہیں آئی، البتہ اس کو ایک لکڑی اپنی طرف آتی ہوئی نظر آئی اور وہ لکڑی جب اس کے قریب آئی تو اس نے ہاتھ ڈال کر جب اُٹھائی تو وہ بہت بھاری تھی اور جب اندر سے کھولی تو اُس میں سے ایک ہزار دینار نکل آئے، اُدھر دوسری طرف قرض دینے والا جب وعدہ کے مطابق دریا پر آیا تو اُس کو کشتی نہ ملی چونکہ ایمان کے نشانیوں میں ایک نشانی وعدہ کا پورا کرنا ہے اس بیقراری میں اُس نے ایک لکڑی لی اور اس کو اندر سے کھوکھلی کر کے اس کے اندر دینار ڈلے اور دعا کی، کہ یا اللہ میرا کام تو اتنا تھا۔ اب اس کو آپ کے سہارے پر دریا میں ڈالتا ہوں۔ آپ ہی ان کو اپنے مالک تک پہونچا دے اور چند دن کے بعد ایک ہزار دینار احتیاطاً اور لیکر قرض لینے والے کے پاس آئے، اور بہت عذر و معذرت کی کہ میں تو مقررہ وعدہ پر آرہا تھا لیکن کشتی نہ ملنے کی وجہ سے آپ کا قرضہ وعدہ کے مطابق نہ پہونچا سکا، اس لئے اب یہ اپنے ایک ہزار دینار لے لیں، چونکہ قرضہ لینے اور دینے والے دونوں کے اندر ایمان موجود تھا۔ اس لئے اُس نے کہا کہ میرا قرضہ مجھے مِل چکا ہے اگر ایمان موجود نہ ہوتا تو وہ دوسری دفعہ ہزار دینار بھی وصول کرتے اور ایک ہزار کے بجائے دو ہزار دینار لے لیتے۔

اور جب اندر میں ایمان موجود نہ ہو اگر اس کی لاکھ نگرانی کی جائے تو اس کو برائی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

ایک بادشاہ اپنے ایک راشی (رشوت لینے والا) افسر سے تنگ آکر سوچا کہ اس کو ایسی ڈیوٹی دینا چاہیئے کہ یہ رشوت لینا چھوڑ دے بہت سوچ و بچار کے بعد اس کو دریا کی لہریں گننے پر مقرر کیا، چنانچہ وہ دریا کی لہریں گننے کیلئے جب دریا کے کنارے پر پہونچے تو اسی وقت ایک کشتی آرہی تھی۔ اُس نے کشتی

کو کنارے پر آنے سے روک دیا اور کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ مجھے بادشاہ نے دریا کی لہریں گننے پر مقرر کیا ہے اور آپ کے آنے سے میرے شمار میں غلطی ہوتی ہے چنانچہ کشتی والے کو بہت فکر ہوئی کہ اب کیا کریں گے تو اس پر اس افسر نے کہا کہ پیسے دیدو تو چھوڑ دوں گا چونکہ کشتی والے کی مجبوری تھی، اس لئے رشوت دیکر اپنے آپ کو چھڑا لیا، جب ایمان نہیں ہوتا تو وہ بداعمالیوں سے نہیں بچ سکتا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے اندر کامل ایمان تھا۔ اس لئے ان کو جب کبھی غصہ آتا اور ان کے سامنے کوئی قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کرتا تو وہ بالکل غصہ پی جاتے اور اسی طرح حضرت تمیم داریؓ کے آگ کو واپس کرنیکا واقعہ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا سمندر کے اوپر چلنے کا واقعہ اور حضرت سفینہؓ کا واقعہ بیان کیا کہ وہ کشتی پر جا رہے تھے کہ کشتی ٹوٹی اور اس کو ایک تختہ ملا، اور جب خشکی پر آئے تو ایک شیر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو شیر کو کہنے لگے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم اللہ پاک کے راستے میں نکلا ہوا ہوں اور اپنی جماعت کے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں مجھے راستہ بتادو چنانچہ شیر پالتو جانور کی طرح ان کے آگے ہوا، اور جب جماعت کے ساتھیوں سے ملا تو بڑبڑاتے ہوئے واپس ہوا۔

اسی طرح شیخ سعدیؒ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک آدمی چیتے پر سوار چلا آرہا تھا تو سعدیؒ کہتے ہیں کہ ڈر و خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھاری ہوگئے، اور وہ سوار ہنس کر کہنے لگے کہ سعدیؒ احکامات خداوندی کو اپنے اوپر لازم کر لو پھر کوئی مخلوق آپ کو نقصان نہیں پہونچا سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ ایک شیر نے راستہ روک لیا ہے چنانچہ وہ شیر کے پاس گئے اور کان پکڑ کر کہا کہ اگر اللہ پاک نے آپ کو

کسی کے کھانے کا حکم دیا ہے تو حکم کو پورا کر ورنہ مخلوق خدا کو تنگ نہ کر، اور ایک تھپڑ مار کر جنگل کی طرف بھگا دیا تو یہ اُن کے ایمان کی قوت تھی۔ اور ایمان والوں کے مقابلہ میں کوئی نہیں ٹھہر سکتا، ایمان والوں کے لئے اللہ پاک ایسی جگہ سے راستے نکال دیتے ہیں۔ کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کے پاس ایمان تھا۔ اللہ پاک نے جیل سے نکال کر تخت پر بیٹھا دیا، حالانکہ خود حضرت یوسف علیہ السلام کے وہم وگماں میں بھی یہ بات نہ تھی۔

دنیا کی پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچنے کا اور آخرت کی ہمیشہ کی تکلیف سے بچنے کا صرف ایک راستہ ہے کہ ایمان قوی ہو جائے اور ایمان محنت سے قوی ہوتا ہے کہ اس لئے ایمان پر محنت کی جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا درد وغم اور فکر یہ تھا کہ پورے انسانوں کو ایمان کی دولت مل جائے، اور اس بات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غم اور فکر تھا کہ خود اللہ پاک کو کہنا پڑا کہ آپ اپنے کو ہلاک کر دیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اس فکر کے ساتھ اتنی محنت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگیاں ختم کیں کہ پوری انسانیت کو ایمان مل جائے، اور آج جو محنت ہو رہی ہے تو یہ بھی اس بات کی ہو رہی ہے کہ انسانوں کو ایمان مل جائے تو اللہ پاک دنیا میں بھی پاک زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور مرنے کے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کی خوشیوں والی اور عیش وآرام والی زندگی عطا فرمائیں گے۔

آج ہم نے اپنے ٹوٹے ہوئے اعمالوں پر قناعت کر لی ہے۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت معاذؓ سے پوچھا کہ اے معاذؓ کیسے صبح کی اُس نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ایمان کے ساتھ صبح کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بات کی دلیل ہوتی ہے تو معاذؓ نے کہا کہ میں دن کو بھوکا پیاسا رہتا ہوں اور رات کو کھڑا رہتا ہوں اور گویا اللہ پاک کا عرش میرے سامنے ہے۔ دائیں طرف جنت کی بہاریں اور بائیں طرف جہنم کی تکالیف دیکھ رہا ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے کامل درجے تک پہونچ گئے ہو اس کے ساتھ چمٹے رہو۔

آج ہمارے اخلاق خراب ہیں اور یہ ایمان کی کمی ہی کی وجہ ہے اور سب کو اپنے اندر ایمانی صفات پیدا کرنے ہیں۔ آج ہمارے پاس ایمانی صفات کے صرف الفاظ ہیں۔ اور الفاظ کے ساتھ اللہ پاک کی مدد کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ وعدہ ایمان کی حقیقت پر ہے۔ اور ایمان کی حقیقت حاصل کرنیکے لئے محنت ہے۔

آج جو ہمارے پاس ایمان کے صرف الفاظ ہیں۔ وہ بھی سُنے سنائے ہیں۔ اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے چونکہ ہم نے مال وجان ایمان پر لگایا نہیں ہے۔ اس لئے الفاظ بھی برائے نام رہ گئے ہیں۔ ہر چیز کی حقیقت حاصل کرنے کیلئے قربانی کرنی پڑتی ہے الفاظ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اور باہر نکلنے سے ضرورت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے تبلیغ میں لوگوں کو باہر نکالا جاتا ہے کہ ہمارے اندر ایمانی صفات کی ضرورت کا احساس پیدا ہو جائے اور محنت کر کے ہمارے اندر ایمانی صفات پیدا ہو جائیں! خدا کی رضا بھی ایمان کی دولت سے حاصل کی جاتی ہے۔ خدا کی رضا دنیا کی چیزوں سے کبھی بھی حاصل نہیں ہوتی، اور اس کو حاصل کرنے کے لئے یہی وقت دیا گیا ہے۔ کیونکہ موت کے وقت

اور موت کے بعد پھر کچھ نہیں کرسکیں گے اور سخت پشیمانی ہوگی، لیکن پھر وہ پشیمانی بیکار رہے۔

چار چار مہینوں سے ایمانی صفات پیدا نہیں ہوتے، لیکن اس اسے احساس پیدا ہوتا ہے اور مرنے تک اس کام کو کرنا ہے اور اگر اس میں کوئی بے پرواہی کرے گا تو اللہ پاک کی ذات غنی ہے۔ اور پھر اللہ پاک کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کون کون سے گڑھے میں گرتا ہے۔

دین بہت آسان ہے لیکن آسانی کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر محنت نہ کی جائے جو چیز ہم نے کھوئی ہے یعنی ایمان، اگر ہم سب مل کر محنت کریں گے۔ تو اللہ پاک اُس کی حقیقت نصیب فرمائیں گے۔

تو اس کے لئے ہر وقت اوقات مانگنے کی گذارش کی جاتی ہے اسلئے ہمت اور حوصلے کے ساتھ فرمائیں کہ کون کون کتنے کتنے وقت کے لئے تیار ہیں۔

بیان بفضل تعالیٰ ختم ہوا۔

مولانا پالنپوری صاحب نے فرمایا۔

طبیعت کے خلاف اللہ پاک کے حکم کو پورا کرنا ظاہر کے خلاف اللہ پاک کی مدد کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ میں نے بیوی اور بچے کو لق و دق صحرا میں چھوڑا، میں بیوی بچے کو اجاڑنے کے لئے تیار ہوں، لیکن آپ کے احکامات کو اُجڑنے نہیں دوں گا تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے ابراہیم میں آپکے بیوی بچے کو کبھی اُجڑنے نہیں دوں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ میں جلنے کو تیار ہوں لیکن آپ کے احکامات کو نہیں جلنے دوں گا تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے ابراہیم

میں بھی تمھیں جلنے نہیں دوں گا۔ اور اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گل زار کیا
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ میں اپنے بیٹے کے گلے پر
چھری چلا سکتا ہوں، لیکن آپ کے احکامات پر کبھی بھی چھری چلنے نہیں دوں گا
تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے ابراہیم میں آپ کے بیٹے کے گلے کو کبھی بھی کٹنے نہیں
دوں گا۔

بیان نمبر ۲

آج سے پورے دس سال قبل ۲۶/۲۷/ فروری کو بنگلور میں بمقام پیالیس گراؤنڈ جماعت تبلیغ کے پرانے کارکنان تربیت و رہبری کے لئے کل سطح پر دو روزہ خصوصی جوڑ منعقد کیا گیا تھا۔ جس میں جماعت کے عظیم المرتبت قائد و امیر حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ ۲۷/ فروری ۸۵ء کو قبل ظہر ۱۲ بجے حضرت اقدس نے شرکائے خصوصی خطاب فرمایا تھا۔ احقر نے اسے اس کی افادیت و اہمیت کے مدنظر مرتب کیا ہے۔ اور مدرسہ احیاء العلوم وانمباڑی سے افادہ عام کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے کہ یہ کاوش مقبول اور باعث نفع عام ہو۔ آمین۔ والسلام

مرتب بیان سبیل احمد قاسمی

الحمد الله الحمد الله نحمده نستعينه ونستغفره
ونومن بـه ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا
مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ونبينا
ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه
وعلى آلـه واصحابه وبارك وسلم تسليما كثيرا
كثيرا۔ اما بعد:

میرے عزیز دوستو بزرگو!
دو دن سے یہ بات کان میں پڑ رہی ہے
کہ ہمارا کام۔ ہمارا کام۔ ہمارا کام۔ ہمارا کام۔
وہ کام کیا چیز ہے؟
کام یہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ دین!
وہ دین کیا ہے؟
وہ یہ کہ اللہ کے احکامات کا زندگی میں آجانا
کیونکہ یہ خدا کی مددوں کا لانے والا ہے۔
یہ خدا کی نصرتوں کا کھینچنے والا ہے۔
دین ہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعے سے خدا کی مدد حاصل
کی جاسکتی ہے۔
رحمت اتاری جاسکتی ہے

وہ دین کیا ہے؟

وہ یہ ہے کہ ہماری زندگی کا ہر شعبہ
اس کے اندر خدائی احکامات زندہ ہو جاویں
ہمارے کاروبار
وہ بھی خدا کے حکموں کے مطابق ہو رہے ہوں
ہماری بود و باس
بلکہ ہمارا کام
وہ بھی خدا کے حکموں کے مطابق ہو رہا ہو
ہمارے اخلاق
وہ بھی خدا کے حکموں کے مطابق زندہ ہو رہے ہوں
احکاماتِ خداوندی دو طریقے کے ہیں
ایک جو ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں
جیسے نماز۔ روزہ حج معاملات بیع و شرا کے احکامات
یہ احکام ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں
اور ایک احکامات وہ ہیں
جو انسان کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں
جیسے ظاہر کے فرائض ہیں۔ جیسے ظاہر کے احکامات ہیں
ویسے ہی باطن کے بھی احکامات ہیں
باطن کے احکامات جیسے تقوی ہے' زہد ہے' رضا بالقضاء ہے
صبر و شکر ہے۔ حلم ہے۔ بردباری ہے عفو ہے۔ تواضع ہے۔
انکساری ہے۔

یہ بھی احکامات ہیں خدائے پاک کے انھیں طریقت کہا جاتا ہے
طریقت کوئی شریعت سے الگ چیز نہیں ہے
وہی احکامات جو شریعت نے دے رکھے ہیں ظاہر کے
وہی احکامات باطن کے بھی ہیں
دونوں احکامات کے پورا کرنے میں لگنا
یہ ہے شریعت!
ایک طبقہ وہ ہے جو باطن کے احکامات کو پورا کرنے میں
اس کے سدھارنے میں
اسکو اپنے اندر لانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے
وہ اولیائے کرام کہلاتے ہیں
یہ ہمارا کام جو ہے کیا ہے
ظاہر کے احکامات کو پورا کرنا ہے اس طریقہ سے کہ باطن کے احکامات
اس میں اجاگر ہوتے ہوں
اس کی ہم کوشش کر رہے ہوں
ہم جو نماز کی تعلیم کی تسبیح کی دعوت دے رہے ہیں
اس کی کوشش کر رہے ہیں
اس کے بارے میں جو کچھ اپنے اوپر پیش آرہا ہے
اس پر ہم صبر کر رہے ہوں
اور اس کے ساتھ ساتھ
اگر دل خوش کن بات سامنے آرہی ہو
اس کے اوپر شکر کر رہے ہیں

اور اپنے کرنے میں خدائے پاک عزاسمہٗ پر بھروسہ کررہے ہوں
اور پھر جو کچھ پیش آرہا ہو
اس کے اوپر راضی ہورہے ہوں
اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہورہے ہوں
ظاہری احکامات کے پورا کرنے میں جو ہمارے اوپر بیت رہی ہو
اس کے اندر ہم اپنے باطنی احکامات کے پورا کرنے کی کوشش
کررہے ہوں
تو پھر ہماری ترقی ہوگی
ہم بڑھتے چلے جائیں گے
اور خدائے پاک ہمیں دین کا عامل قرار دیں گے
یہ ظاہر و باطن
دونوں احکامات کو لیکر چلنا
یہی انسان کی اصل ذمہ داری ہے
اور اگر اپنے ظاہر کے احکامات کے اوپر محنت کرنے میں
اپنے باطنی احکامات کی کوشش نہیں کی
تو اس سے رذائل بھی پیدا ہوتے ہیں
جیسے ظاہر کے منہیات ہیں
جیسے جھوٹ ہے، غیبت ہے، چوری، شراب خوری، بدکاری
یہ چیزیں ممنوع ہیں
ایسے ہی باطن کے بھی منہیات ہیں
جیسے تکبر ہے، تحقیر ہے، غیبت ہے، عجب ہے اپنی بڑائی کی عادت ہے

یہ چیزیں باطن کی ممنوعات ہیں
اگر ہم اپنے باطنی احکامات کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے
پھر یہ باطنی منہیات ابھریں گے
اور یہ منہیات ابھریں گے تو جو ظاہر کے احکامات
ان کی بھی جان نکل جائے گی

میرے عزیز و دوستو بزرگو !
خدائے پاک نے ہمیں کام دیا ہے
ایک محنت دی ہے
اس محنت کے کرنے میں اپنی خوشی یہ ہے کہ
ہم اپنے باطنی احکامات کو بجا لا رہے ہوں
اس کے اندر دوسرے کے اکرام کرنے کی
دوسرے کے احترام کرنے کی
اور اپنے اندر تواضع کے آنے کی
اپنے اندر خدا پر بھروسہ کرنے کی
اپنی زندگی میں تقویٰ کے آنے کی
کوشش کر رہے ہوں
یہ کوشش جتنی ہوگی
یہ صفات جتنی آویں گی
اتنی خدائے پاک ہمارے اس کام میں برکت نصیب فرما دیں گے
خدا اس کام کو آگے بڑھا دیں گے
خدائے پاک ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے

وہ قلوب کو نیات کو دیکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے یہاں جو پوچھ ہے
وہ دلوں کی، اور دلوں کے اندر کے نیتوں کی پوچھ ہے
ظاہر کے اعمال جو ہیں وہ اس کے عنوانات ہیں
ان کی طرف خدائے پاک نہیں دیکھتے
ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم
خدا تمہارے دلوں کے ارادوں کو
خدا تمھارے دل کی نیتوں کو دیکھتا ہے
یہ جو کام کر رہے ہیں
اس کے اندر اپنی اصلاح کی نیت ہونی چاہیئے
اپنے احکامات باطنی کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں
اس کے حاصل کرنے کی فکر کر رہے ہوں
نہ یہ کہ ظاہر کے اعمال کو لیکر باطنی اعمال توڑ رہے ہوں
اور فضائل کے بجائے رذائل اپنے اندر آ رہے ہوں
صفات حسنہ کے بجائے رذائل اپنے اندر آ رہے ہوں
میرے عزیز دوستو!
نہ کردن عیب وکردن صد عیب
کرنے والے کو اپنے کرنے کے اندر اس کی ٹوہ رکھنی ہے
اس کے اندر کوئی بیماری تو نہیں چل رہی ہے
اس کے اندر کوئی غلط بات تو نہیں آ رہی ہے
اس کے اندر کوئی رذیلہ تو پیدا تو نہیں ہو رہا ہے

میرے اندر آیا اس سے حسنات پیدا ہو رہے ہیں
یا میرے اندر اس سے رذائل پیدا ہو رہے ہیں
کام کرنے والے جتنا اپنی فکر کریں گے اسی قدر نفع ہوگا
ظاہر کے اعمال کرنے پر مطمئن ہو جانا
یہ بہت خطرہ کا راستہ ہے
ظاہر کے اعمال کرتے ہوئے
اپنے باطنی اعمال کی فکر کر رہا ہو
تب تو انشاءاللہ تعالیٰ ترقی ہوگی
مدد ہوگی
خدا کی رحمت شامل حال ہوگی
اگر ایسا نہیں
تو میرے بھائیو دوستو
ظاہری اعمال پہ اترا رہے ہوں۔
اکڑتے جا رہے ہوں
اس سے خود پسندی کے اندر مبتلا ہو رہے ہوں
اپنے حقوق دوسروں پر جتلا رہے ہوں
تو یہی چیز ہے گرنے کی، گرانے کی تنزل کی
اور یہی چیز ہمارے اندر سے حقیقت کے نکل جانے کا ذریعہ بنے گی۔
اس لئے میرے عزیزو دوستو
کام کرنے والوں کو
ظاہری اعمال پر محنت کرنی ہے

کوشش کرنی ہے
یہ جو نمبر ہیں (مراد چھ نمبر)
اس کے اندر کوشش کرنی ہے
لیکن اس صورت کے ساتھ کہ
اپنے اندر صفات پیدا ہوں
ہر آدمی... کام کرنے والا... کام کرنے کے اندر
اپنی فکر کر رہا ہو
اپنے آپ کو نہ بھول رہا ہو
اپنی انفرادی زندگی کو سامنے رکھ کر چل رہا ہو
انفرادی زندگی کو سامنے رکھ کر چلنے کے یہ معنی نہیں کہ
دوکان دیکھ رہا ہو
اپنا مکان دیکھ رہا ہو، نہیں
یہ دیکھ رہا ہو کہ میرے اندر
رذائل تو پیدا نہیں ہو رہے ہیں
میرے اندر اس کی وجہ سے (یعنی برے اخلاق)
کوئی دوسرے کے اوپر اپنا حق جتانا تو نہیں آ رہا ہے؟
اس سے کہیں میرا نفس تو نہیں پھول رہا ہے؟
میرے عزیز دوستو!
تھوڑی سی توجہ اگر کی
اور اپنی فکر کی
تو اسی سے صفات پیدا ہوں گے (صفات حسنہ)

تو اسی سے صفات پیدا ہوں گے (صفات حسنہ)
اور اگر اس کے اندر تھوڑی سی بے پرواہی
... تھوڑی سی بے فکری برتی گئی
... تو اس سے رذائل پیدا ہوں گے
اللہ ہماری حفاظت فرمائے
اللہ ہماری حفاظت فرما دے
اس واسطے... عمل کرنے والا۔ کام کرنے والا
بڑے خطرے میں ہے اگر اخلاص نہ ہو
سب سے پہلی چیز... جو ہے اس کام میں
وہ اخلاص ہے
کہ ہمارا یہ کام خدا کے لئے ہو رہا ہو
اس کے اندر کوئی شائبہ تو نہیں... اخلاص کے علاوہ کا
خدائے پاک کے یہاں کوئی ایسا عمل قابل قبول نہیں
جس کے اندر اخلاص نہیں
اخلاص کیا ہے؟
اخلاص یہ ہے کہ اس عمل کرنے سے
صرف خدا ہی کی رضا مقصود ہو
وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
جس عمل سے خدا ہی کی رضا طلب کی جا رہی ہو
کوئی اور غرض اس کے اندر نہ ہو
وہ ہے اخلاص

اور جو عمل اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے
وہی قبول ہوتا ہے
اسی طرح قبول ہونے کیلئے تقویٰ بھی ایک شرط ہے
انما یتقبل اللہ من المتقین
تقویٰ کی صفت اگر ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں
تقویٰ کیا ہے ؟
نامناسب چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا
تقویٰ کے معنی ہیں دامن بچا کر نکل جانا
ہر نامناسب چیز سے اپنے دامن کو بچانا
یہ تقویٰ ہے
اس تقویٰ کے ساتھ عمل کیا جائے گا کوشش کی جائیگی
دین کی محنت کی جاویگی
تو پھر یہ دین کی محنت
ایسی اللہ کی رحمتیں کھینچے گی کہ
کوئی اس کو روک نہیں سکے گا
اور وہ رحمتیں جو ہیں
پوری انسانیت کو ہدایت کے گھیرے میں لے لینگی
میرے عزیز و دوستو !
اس کام میں جو پرانے خیال کئے جاتے ہوں
پرانا پن اس کا کیا مطلب ہے ؟ ... یہ صفات کا نام ہے
کوئی زمانہ کا نام نہیں ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ ایک جماعت بنا کر بھیجا
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے نام لینے چاہے
تبلاؤ بھئی کون ... تبلاؤ بھئی کون
دو دن ہو گئے
کوئی بولتا ہی نہیں
پھر جو پہل کی حضرت ابو عبیدہ ثقفی نے
پھر گاڑی چل گئی، نام آنے شروع ہو گئے
امیر کا مسئلہ آیا
حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہ کو امیر بنایا جو کہ صحابی نہیں تھے تابعی تھے
لوگوں نے عرض کیا ... بڑے بڑے صحابہؓ ہیں
حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ ہیں
اور ان کے اوپر امیر بنا رہے ہو ابو عبیدؓ کو
جو کہ صحابی نہیں ہیں
جنہیں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت حاصل نہیں ہوئی
حضرت عمرؓ نے فرمایا ان صحابہ کرامؓ کی خصوصیت یہ تھی
کہ وہ لبیک کہتے ہیں اور یہ یہ صفات تھے
جن کی وجہ سے ان کا تقدم تھا
وہ آگے بڑھے ہوئے تھے

اِس دعوت کے اوپر لبیک کس نے کہی؟...ابو عبیدہ نے
یہی امیر بنیں گے
تو اس واسطے میرے عزیز و دوستو!
خدائے پاک کا جو معاملہ ہوتا ہے
وہ صفات پر ہوتا ہے
وہ دلوں کی کیفیات کو دیکھتے ہیں
اور یہ اس وقت ہوتا ہے
جب ہم اپنے ان باطنی اعمال کی فکر کر رہے ہوں گے
ان کو پورا کر رہے ہوں گے
اور ان کے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے
جیسا کہ میں نے عرض کیا
یہ باطنی صفات جو ہیں
یہ بھی اوامر ہیں
یہ بھی خدا کے احکامات ہیں
یہ نہیں کہ یہ شریعت سے کوئی الگ چیز ہے
شریعت ہی کا اک حصہ ہے جو باطن سے تعلق رکھتا ہے
اور ایسا حصہ ہے
کہ اس کے اوپر ظاہری شریعت کے جاندار ہونے کی
اور اس کے قوی ہونے کی
اللہ نے بنیاد رکھی ہے
بس اس لئے میرے عزیز و دوستو!

خدائے پاک ہمارے جمع ہونے کو قبول فرما دے
ہر شخص کو اپنی اپنی فکر ہو
فکر کس بات کی؟
اس کی کہ میں تقویٰ میں بڑھ رہا ہوں
تواضع میرے اندر بڑھ رہی ہو اخلاص میرے اندر پیدا ہو رہا ہو
اور اس کام کے کرنے کے اندر کوئی نفسانیت
اس کے اندر کوئی غرض کا شائبہ تو نہیں؟ اس کی فکر ہو
دیکھو خدائے پاک کے ساتھ معاملہ ہے
وہ دلوں کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتے ہیں
جب تواضع ہو گی... اخلاص ہو گا... تقویٰ ہو گا
تو پھر آدمی
اپنے ہر ہر عمل کے اندر ڈرتا ہوا ہو گا
چاہے معاملات ہو
چاہے معاشرت ہو
چاہے اخلاقیات ہو
کہیں اس کے اندر بے عنوانی نہ ہو جائے
کہیں اس کے اندر نفس کا شائبہ نہ ہو جائے
ہمارے معاملات درست ہوں
ہمارے اخلاق بلند ہوں
کیوں؟
اس لئے کہ ہم کو اپنے خدا کو راضی کرنا ہے

ادخلوفی السلم کافہ

سارے اجزاء کو پورا کرنا

یہ ہے دین کا راستہ

یہ ہے صحیح دین

اللہ مجھے بھی نصیب فرماوے

تمھیں بھی نصیب فرماوے

جو کام کرنے والا سمجھا جاتا ہے

وہ یہ نہیں کہ دوسروں کے اندر کام کرنے میں

اپنے آپ کو بھول جاوے، نہیں بلکہ

اپنے اندر ان صفات کو لانے کی فکر کے ساتھ کام کرے گا

کہ مجھ میں تواضع، تقویٰ، اخلاص... کتنا بڑھ رہا ہے

جب یوں کام کرے گا

تب اللہ راضی ہوں گے

اللہ پاک کے یہاں سے پاوے گا

خدائے پاک اس کا بدلہ نصیب فرمادیں گے

اللہ پاک مجھے بھی نصیب فرماوے تمھیں بھی

خدائے پاک ہمارے اندر اپنی فکر پیدا فرماوے

خدائے پاک ہمیں ظاہری اور باطنی اوامر کے بجالانے کی

اور ظاہری و باطنی وبال سے بچنے کی

دولت نصیب فرماوے

دین کی صحیح سمجھ عطا فرماوے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بیان نمبر (۳)

یہ بیان حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب نے سردھنہ (ضلع میرٹھ یوپی) کے اجتماع میں کیا تھا بیان میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی تھی اور تقریباً بارہ سو جماعتیں اللہ کے راستہ میں نکلی تھیں اور اسی اجتماع میں تقریباً دو سو نکاح ہوئے تھے۔ یہ بیان ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے حاصل کیا گیا، یہ اجتماع ۱، ۲، ۳ فروری ۱۹۹۴ء کو ہوا تھا۔

ماخوذ از ماہنامہ حسنِ اخلاق ص ۴۳ دہلی

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

میرے دوستو، بزرگو، عزیزو، اللہ جل شانہ عم نوالہ کو اپنا دین جو ہے بہت پیارا ہے خدائے پاک نے اپنے بندوں کے لئے اپنی مخلوق کے لئے زندگی گزارنے کا ایک طریقہ تبلایا ہے، خدائے پاک کی تبائی ہوئی زندگی کا نام جو ہے وہ دین ہے انسان کو دنیا میں زندگی گزارنے کا طریقہ تبلایا گیا ہے اور پوری زندگی کا طریقہ بتایا گیا ہے زندگی کا کوئی گوشہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو خدائے پاک نے تبایا نہ ہو اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے سکھایا نہ ہو، کوئی شعبہ کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کو خدائے پاک نے تبلایا نہ ہو، اس طریقہ زندگی پر چلنا اس کو اپنانا اور اس کو اختیار کرنا یہ دین ہے خدائے پاک کو اپنا دین بہت پیارا ہے اور دین کیا ہے یہ تبلا دیا کہ اللہ نے انسان کے لئے زندگی گزارنے کا جو طریقہ تبلایا اس طریقہ، خداوندی کو دین کہا جاتا ہے اور انسان خدا کے پسندیدہ طریقے پر چلتا ہے خدا کے تبلائے ہوئے طریقے کو اپناتا ہے۔ اپنی زندگی میں خدا کے حکموں کا پالن کرتا ہے اللہ اس سے راضی ہوتے ہیں اللہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور جو اپنے خدا کے تبائے ہوئے طریقے سے اعراض کرتا ہے، غفلت کرتا ہے اس سے بے پرواہی کرتا ہے خدا اس سے راضی نہیں ہوتے۔

میرے عزیز و بزرگو اور دوستو، ہم سب اس کا ارادہ کریں اس کی نیت کریں، اس کا عزم کریں کہ ہم سب کے سب دین پر چلیں گے۔ اللہ کے حکموں پر اپنے آپ کو ڈالیں گے۔ خدا کے حکموں کے خلاف نہیں کریں گے یہ تو ایک ایسا دین ہے سب کو کرنا ہے ہر ایک دل میں یہ بٹھائے یا اپنے دل میں یہ ڈال لے کہ میں اپنی زندگی میں خدائے پاک کے حکم کے خلاف نہیں کرتا ہے اور زندگی اس طریقے پر آنے کے لئے یہ چند عمل ہیں ان عملوں پر اپنے آپ کو پابند بناتا ہے تو دین کا راستہ چلنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور یہ عمل کیا ہے؟ یہی نماز ہے، اللہ کا ذکر

خدا کے طریقے پر لے چلنا آسان ہو جاتا ہے مشکل نہیں ہوتا دشوار نہیں ہوتا، اس لئے میرے عزیزو اور بزرگو اور بھائیو! جو اس اجتماع میں شریک ہوئے ہیں وہ خالی اجتماع ہی کے لئے آئے ہوئے ہیں ان کو اپنے دلوں میں ڈال لینا ہے بٹھا لینا ہے کہ ہمیشہ نماز پڑھنی ہے نماز کو نہیں چھوڑنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کم سے کم صبح شام خدائے پاک کا ذکر کرنا ہے اس کا نام لینا ہے خدائے پاک کا نام لینا یہ خدائے پاک کے یہاں ایسے آدمی کے نام لینے والے کو گنا جاتا ہے جو آدمی خدا کا ذکر کرتا ہے خدائے پاک کے یہاں اس کا تذکرہ ہوتا ہے خدائے پاک نے قرآن پاک میں اس کو فرمایا اس کا وعدہ فرمایا ہے: اذکرونی اذکرکم تم میرا ذکر کرو میں تمھارا تذکرہ کروں گا۔

انسان کی یہی شرافت کیا کم ہے کہ اس کا خدا کے یہاں ذکر ہو رہا ہو خدا کے یہاں تذکرہ ہو رہا ہو اور حدیث پاک میں اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ انسان خدا کا بندہ اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو خدائے پاک اس کو جو ہے اپنی تنہائی میں اور خفیہ طور پر یاد کرتے ہیں اور اگر جماعت میں یاد کرتا ہے تو خدائے پاک اس کا تذکرہ اس سے بہتر مخلوقات کے اندر کرتے ہیں یہ کیا تھوڑا شرف ہے کہ اس آدمی کا خدا کے یہاں تذکرہ ہو رہا ہے خدا کے یہاں اس کا نام آرہا ہے یہ کتنی بڑی شرافت ہے؟ اس لئے کم سے کم اگر ہر وقت نہیں تو کم سے کم صبح و شام جو ہے اللہ کا نام لیا جا رہا ہو خدا کو یاد کیا جا رہا ہو۔ خدا کو یاد کرنے سے آدمی کے دل کے اندر چین آتا ہے سکون آتا ہے طمانیت آتی ہے۔ خدائے پاک نے اس کو بھی ارشاد فرمایا ہے: الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ کہ اللہ کے ذکر کرنے سے خدا کا نام لینے سے دلوں کے اندر، قلوب کے اندر طمانیت آتی ہے۔ اس لئے میرے عزیزو، دوستو، بزرگو اور بھائیو، اس کا تو ہمیں ارادہ کرنا ہے عزم کرنا ہے۔ مرد ہو یا عورت

پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے۔ کم سے کم صبح وشام خدا کا ذکر کرنا ہے۔ اگر ہم اتنا کریں گے اس کے اوپر جمیں گے تو ہمارے اندر احساس پیدا ہوگا خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے کا ہمارے اندر شعور زندہ ہوگا۔ دین کا راستہ اختیار کرنے کا اور خدا کے نزدیک دین پر چلنے والا اسی کی پوچھ ہے اور اسی کی خدا کے یہاں مرتبت ہے اور خدا کے یہاں اس کا درجہ ہے یہ تو دین ہے اور ایک دین کی محنت کرنا ہے خدائے پاک کو دین کی محنت کرنا وہ بھی اتنا ہی پسند ہے جتنا اس کو اپنا دین پسند ہے دین کی محنت کرنا دین کی کوشش کرنا، دین کی راہ میں جان و مال لگانا، یہ خدائے پاک کو بہت پسند ہے بہت محبوب ہے۔ بہت پیارا ہے۔ ہماری جان، ہماری جان نہیں ہے ہمارا مال ہمارا مال نہیں ہے۔ یہ دونوں چیزیں ہمارے پاس خدا کی امانت ہے۔ ہمیں اس امانت میں خیانت نہیں کرنی ہے۔ جان بھی خدا کے دین پر لگ رہی ہو اور مال بھی خدا کے دین پر لگ رہا ہو۔ بس اس کی محنت کرنی ہے یہ محنت کرنے والا خدائے پاک کے یہاں بہت محبوب ہے اور بہت زیادہ پیارا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کے پیارے ہیں خدائے پاک کے لاڈلے ہیں۔ خدا کی مخلوق میں سب سے اونچا درجہ رکھتے ہیں، وہ بھی یوں فرماتے ہیں کہ میری تمنا ہے کہ خدا کے راستے میں میں جان دوں پھر زندہ ہوؤں پھر زندہ ہوں پھر جان دوں، خدا کے راستے میں جان دینے کا خدا کے راستے میں محنت کرنے کا خدا کے راستے میں مال لگانے کا، اللہ کے یہاں بڑا درجہ ہے بڑا رتبہ ہے۔ یہی ایک چیز ہے جو انسان جنت میں جا کر بھی دنیا کی چیزوں میں سے تمنا کرے گا۔ جب انسان جنت میں پہنچ جاوے گا۔ وہاں کی نعمتیں وہاں کی آرائشیں وہاں کی آسائشیں وہاں کی زیب و زینت اسے سب کچھ حاصل ہوگی، صرف بس اس سے پوچھا جاوے گا کہ کوئی اور تمنا ہے تو

تبلا، وہ عرض کرے گا بارگاہِ خداوندی میں کہ اے اللہ ساری نعمتیں مجھ کو حاصل ہیں۔ ساری دولتیں میرے پاس موجود ہیں۔ اب کاہے کی تمنا پھر یہی ارشاد فرمایا جاوے گا۔ بندہ پھر یہی جواب دے پھر اس سے یہی سوال کیا جاوے گا تو اس وقت میں وہ تمنا کرے گا کہ اے اللہ مجھے دنیا میں بھیج دے کہ تیرے دین پر پھر جان لگا کر آؤں، دنیا کی ایک ہی ایسی چیز ہے جس کی جنت کے اندر تمنا ہو گی، جنت کے اندر دنیا کی کسی چیز کی تمنا نہیں ہو گی، دنیا کی چیزوں میں سے اگر کسی چیز کی تمنا ہو گی تو وہ اللہ کے دین پر جان دینے کی تمنا ہو گی۔ لیکن جنت میں یہی چیز نہیں ہے۔ جنت کے اندر ساری زیب و زینت ہے لیکن وہاں خدا کے دین پر خدا کے نام پر جان دینا نہیں ہے وہ دنیا ہی کے اندر ہے اس لئے میرے عزیزو، دوستو اور بزرگو ہمیں محنت کرنی ہے۔ دین پر جان و مال لگانا ہے جو جان لگائے گا۔ خدائے پاک اس کے لگانے کو اپنے یہاں قبول فرمائیں گے اور اس کا بہترین بدلہ نصیب فرمائیں گے۔ حالانکہ جان بھی اسی کی ہے اور مال بھی اسی کا ہے اور خدائے پاک نے اس بندہ کے مال کو خرید لیا ہے۔

ان اللہ اشتریٰ من المومنین اموالھم بان لھم الجنۃ۔

جو اپنی جان کہتا ہے جو اپنا مال کہتا ہے۔ حالانکہ وہ خدا کی جان ہے خدا کا مال ہے اللہ نے اگر ظاہر میں دے رکھا ہے تو اس کو بھی فرماتے ہیں کہ میں نے تمہاری جان کو خرید لیا ہے اس کے بدلے میں کہ میں تمہیں جنت دوں گا تو جان اور یہ مال خدا کے راستے میں خرچ ہو رہا ہو خدا کے دین پر لگ رہا ہو، یہ اس کا صحیح مصرف ہے یہ اس کا اپنے محل پر خرچ ہونا ہے اس لئے میرے عزیزو، دوستو اور بزرگو، دین کی محنت کو اپنانا ہے یہ اللہ کو بہت پیاری چیز ہے اور جیسے میں نے ابھی عرض کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کی تمنا فرمائی ہے اور یہی تمنا جنتی کو جنت کے اندر ہو گی

ہمیں دین کیلئے قبول فرمائے اور اس میں جان و مال لگانے کے حوصلے اور جذبے عطا فرمائے، یہ جتنا کریں گے آتنا پاویں گے۔ خدائے پاک بہت کچھ دینے والے ہیں اور خدا کے راستے میں نکل کر جو نماز پڑھی جاتی ہے اور خدا کے راستے میں نکل کر جو ذکر کیا جاتا ہے اور خدا کے راستے میں نکل کر روزہ رکھا جاتا ہے اس کی قیمت کروڑوں گنا بڑھ جاتی ہے روایت میں ان تین چیزوں کا ہی ذکر ہے۔ نماز، روزہ، اور خدا کا ذکر اس کا حساب لگایا تھا روایات جوڑ کر تو ایک نیکی کا بدلہ ۴۹ انچاس کروڑ ہو جاتا ہے۔ اپنی زندگی کے وقت کو غنیمت جانو کہ زندگی کے اندر کر لو جتنا کرنا ہے۔ موت کے بعد آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا، اس کا اجر ملے گا اس کا ثواب ملے گا۔ اس لئے یہ ہماری زندگی بڑی کانٹے کی زندگی ہے، بڑے محاذ کی زندگی ہے کہ اس کے اندر آدمی جب برا کرتا ہے یا بھلا کرتا ہے اور موت کے بعد اپنے عمل کا نتیجہ اس کے سامنے آوے گا، برا کیا ہوگا تو اس کی پکڑ ہوگی، اس کی سزا ہوگی اور بھلا کیا ہوگا تو خدا کے یہاں سے اس کا بدلہ ملے گا۔ خدائے پاک ہمیں بھلا کرنے کی ہمیں اس کی اطاعت کرنے کی خدائے پاک ہمیں اپنے راستے کی محنت کرنے کی دولت نصیب فرمائے، خدائے پاک اپنے کرم سے اس کو قبول فرمائے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خدا کے راستے کی محنت کرنا، خدا کے راستے کا گرد و غبار برداشت کرنا، خدا کے راستے میں پیسے خرچ کرنا، خدا کے راستے میں سواری کا استعمال کرنا یہ ہر چیز خدا کے نزدیک بہت پیاری ہے۔ خدا کے نزدیک بہت محبت رکھنے والی ہے۔ یہی عبداللہ بن مبارکؒ جن کا میں نے ابھی تذکرہ کیا جو حدیث کے امام تھے وہ اپنے ہزاروں اور لاکھوں کے استاد تھے۔ انھیں کے زمانے میں ایک بزرگ تھے۔ فضیل بن عیاض رحمہم اللہ وہ اپنے سلسلے کے اندر بھی بڑے بزرگ ہیں۔ وہ حرمین شریفین میں مکہ اور مدینہ میں عبادت کے اندر منہمک رہتے تھے

اس کے اندر مشغول رہتے تھے۔ عبداللہ بن مبارکؒ نے ان کو خط لکھا، خط کے اندر چند اشعار لکھے:

① یَا عَابِدَ الْحَرَمَیْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا ۞ لَعَلِمْتَ اَنَّکَ فِی الْعِبَادَۃِ تَلْعَبُ

اے مکہ و مدینہ میں عبادت والے کاش کہ آپ ہم کو دیکھ لیتے۔ البتہ جانتے آپ تحقیق کہ عبادت میں کھیل رہے ہیں

② مَنْ کَانَ یَخْضِبُ خَدَّہٗ بِدُمُوْعِہٖ ۞ فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ

وہ آدمی جو تر کر رہا اپنے گال کو اپنے آنسوؤں سے۔ پس ہمارے سینے تو ہمارے خونوں میں رنگین ہو رہے ہیں

③ اَوْمَنْ کَانَ یَتْعَبُ خَیْلَہٗ فِیْ بَاطِلٍ ۞ فَخُیُوْلُنَا یَوْمَ الصَّبِیْحَۃِ تَتْعَبُ

ایک وہ شخص ہے کہ تھکا رہا ہے اسکا گھوڑا محض تفریح میں۔ پس ہمارے گھوڑے تو حملہ کے دن تھک رہے ہیں۔

④ رِیْحُ الْعَبِیْرِ لَکُمْ وَنَحْنُ عَبِیْرُنَا ۞ رَھْجُ السَّنَابِکِ وَالْغُبَارُ الْاَطْیَبُ

مشک کی خوشبو تمہارے لئے مبارک ہو اور ہمارا مشک۔ گھوڑوں کے ٹاپوں کی دھول اور پاکیزہ غبار ہے

⑤ وَلَقَدْ اَتَانَا مِنْ مَقَالِ نَبِیِّنَا ۞ قَوْلٌ صَحِیْحٌ صَادِقٌ لَا یَکْذِبُ

البتہ تحقیق کہ آیا ہے ہمارے پاس ہمارے نبیؐ کی گفتگو سے۔ ایسا قول جو بالکل صحیح و سچا ہے جھوٹا نہیں ہے۔

⑥ لَا یَسْتَوِیْ غُبَارُ خَیْلِ اللّٰہِ فِیْ ۞ اَنْفِ امْرِئٍ وَدُخَانُ نَارٍ تَلْھَبُ

نہیں جمع ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے کے گھوڑوں کا غبار۔ جو کسی انسان کی ناک میں پہنچ گیا ہو اور بھڑکتی آگ کا دھواں

⑦ ھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ یَنْطِقُ بَیْنَنَا ۞ لَیْسَ الشَّھِیْدُ بِمَیِّتٍ لَا تَکْذِبُ

یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو فیصلہ کر رہی ہے ہمارے درمیان۔ نہیں ہے شہید مردہ یہ وہ بات ہے جو جھوٹ نہیں ہے

ماخوذ از تفسیر ابن کثیر پارہ چہارم سورۂ آل عمران کی آخری آیت کی تفسیر میں

وہ جانتے تھے کہ اللہ کے راستے کی محنت اللہ کے راستے کا غبار، اللہ کے راستے کی مشقت کیا چیز ہے اسی بنا پر وہ اپنے چھ مہینے حدیث کی درس کو روک کر اللہ کے راستے میں جاتے تھے۔ محنت کرتے تھے، اللہ جل شانہ عم نوالہ ہمیں اپنے راستے کی محنت کرنے کیلئے اپنے دین کی کوشش کرنے کیلئے اپنی جان و مال لگانے کے حوصلے اور جذبے ہمارے اندر پیدا فرمائے، اللہ جل شانہ قبول فرمائے۔

بیان نمبر (۴)

ہجرت و نصرت

(امیر التبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

میرے عزیزو، دوستو، بزرگو! دو راستے انسان کی زندگی گذارنے کے ہیں۔ ایک اعمال والا دوسرا مادیت والا، اور دونوں راستوں پر چلنے والے دو قسم کے انسان ہیں۔ اور اللہ نے دونوں راستوں کا اور دونوں طرح کے انسانوں کے انجام کا ذکر کیا ہے۔

ایمان و اعمال کے راستے کی کوششوں کی تعبیر دعوت سے کی جاتی ہے ہر عمل کے کرنے کے لئے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ ان آداب کو اگر نظرانداز کر دیا

جائے تو بجائے فائدے کے نقصان سامنے آجاتا ہے ایک شئی ہجرت دوسری نصرت۔

اللہ کے لئے اپنی مالوفات اور مرغوبات کو چھوڑ دینا حتی کہ اپنے وطن کو ضرورت پڑنے پر چھوڑ دینا ہجرت کہلاتا ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالوف و محبوب وطن مکہ کو اس دین کی خاطر چھوڑ دیا ایک ہجرت یہ ہے کہ وطن کو اس طرح چھوڑ دیا جائے کہ وہاں پھر آنے کا ارادہ بھی نہ ہو، دوسری یہ کہ کچھ دیر کے لئے اپنی مالوفات و مرغوبات کو اپنے وطن کو چھوڑ دیا جائے۔

دین کا ایک پہیہ ہجرت ہے تو دوسرا نصرت، نصرت یہ ہے کہ جو اللہ کے کلمہ کی بنیاد پر دنیا کے مختلف مقامات پر اللہ کے لئے گھوم پھیر رہے ہوں، ان کا ساتھ دیا جائے ان کا تعاون کیا جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں دو طبقوں میں منقسم تھے یا مہاجر تھے یا انصار۔

پہلا درجہ ہجرت کا ہے دوسرا نصرت کا۔

لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْاَنْصَارِ۔ لیکن نصرت کے یہ معنی نہیں ہے کہ صرف کھلا پلا دیا جائے بلکہ ساتھ ساتھ وقت ضرورت جانی نصرت میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہئیے جیسے انصار مدینہ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان دینے کے موقعہ پر زیادہ ہوتے ہیں حصول غنیمت کے وقت کم وضع کے وقت کثیر جمع کے وقت قلیل جب بدر کا واقعہ پیش آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا مہاجرین بڑھ چڑھ کر بولتے رہے حتیٰ کہ ایک انصاری نے کہا کہ شاید سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بھی بول رہے ہیں اور سعد بن معاذ انصاری اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا آپ کا

اشارہ اگر ہماری طرف ہے تو ہمارا حال یہ ہے کہ جو آپؐ کا حکم اور جو اشارہ ہو اس پر متحرک ہیں۔ اگر دریا میں گھس پڑنے کا حکم تو حاضر، آج جو جان و مال آپؐ کی خاطر قربان ہو جائے وہ بچے ہوئے جان و مال سے زیادہ ہمیں محبوب ہے۔

احد میں ستّر صحابہ جو شہید ہوئے ان میں زیادہ انصار تھے جان دینے میں وہ برابر نہیں بلکہ زیادہ ہی رہے پھر جب خیبر میں مسلمان خوب مالا مال ہوئے تو انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارا معاہدہ یہ تھا کہ آپؐ کے ساتھ معاملہ کے بدلے میں جنت ملے گی، اس مال سے آپؐ کمزور فرمائے ہیں ہم تو اس پر قائم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغفر الانصار ولابناء الانصار ولابناء ابناء انصار۔ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، ان کے بچوں کو معاف فرما ان کی اولاد کی اولاد تک کی بخشش کر دے، حتیٰ کہ مدینہ تشریف لانے پر آپؐ نے ایک ایک انصاری کے ساتھ جوڑ دیا تھا۔ جس جوڑ کو انھوں نے اس عجیب انداز سے نبھایا کہ اپنے مال میں سے آدھا دیدیا، اپنی تجارت میں شریک بنالیا اتنا ہی نہیں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سعد بن ربیعہؓ نے بھائی بنالیا۔

سعدؓ نے کہا میرا یہ مال ہے آدھا تم لے لو آدھا میں اور میری دو بیویاں ہیں کسی کو منتخب کر لو میں طلاق دے دیتا ہوں۔ انھوں نے جواب دیا (بارک اللہ نی مالك واھلك) اللہ آپ کے مال میں اور اہل و عیال میں برکت عطا فرمائے)

عزیزو، دوستو! آج بھی اگر اُمت ان دو حصوں میں تقسیم ہو جائے ایک دعوت کے لئے ہجرت کرے، دوسری نصرت تو پورے عالم میں دین زندہ ہو جائے ساری اُمت کی فکر کرو اور انھیں جہنم سے نجات دلانے کی تدبیر سوچو۔

روک رہا ہوں مگر تم ہو کہ تیزی کے ساتھ اسی طرف بڑھے جا رہے ہو، عبداللہ بن رواحہؓ نے سوچا جب کہ جمعہ کے روز صبح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جماعت روانہ فرما رہے تھے کہ یہ نماز پھر پتہ نہیں آپؐ کے پیچھے پڑھنا نصیب ہو یا نہ ہو، چنانچہ آپؐ نے جماعت کو رخصت کر دیا اور خود ٹھہر گئے کہ آگے بڑھ کر شریک ہو جائیں گے۔ نماز کے بعد آپؐ نے انھیں دیکھا تو دریافت فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھاری کمر تھام تھام کر جہنم سے

انھوں نے اپنی نیت ظاہر کی تو فرمایا: لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ اللہ کی راہ میں ایک صبح گذار دینا یا ایک شام دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔ حتیٰ کہ سواری کا کھانا اور لید تک کو ثواب شمار کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ محدث تھے چھ ماہ حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ اور چھ ماہ اللہ کے راستے میں گذارتے تھے اور اس سفر میں جو غبار جسم پر لگ جاتا تھا۔ اس کو جمع کر لیتے تھے، جیسے اینٹ بنا کر رکھ دیتے اسی طرح قرآن و حدیث کی تحریر میں جو قلم استعمال میں لیتے تھے ان کو تراشے جمع کر لیتے تھے۔ وفات کے موقع پر فرمایا کہ قلم کے تراشوں سے میرے جنازے کا پانی گرم کیا جائے اور قبر کو ان اینٹوں سے بند کیا جائے اللہ جل جلالہٗ ہمیں اپنی راہ کی قدر نصیب فرمائے اور اس کے لئے جان و مال لگانے کا جذبہ پیدا فرمائیں، یہ دنیا کی زندگی جو اجیرن بنی ہوئی ہے۔ اگر احکامات کا ان میں لحاظ کر لیا جائے تو زندگی کا بھی مزہ آئے جب دین کے راستے میں دعوت کا عمل درست ہوتا ہے تو زندگی میں اخلاق، معاشرت، کاروبار، بود وباش، میل جول، معاملات اور اللہ کے ساتھ تعلق بھی درست ہو جاتے ہیں جب انسان کی زندگی درست ہو جائے گی، تو دنیا کی

ہر شئی اسے آگے فائدہ ہی فائدہ پہونچے گا ہر شئی میں اصلاح آوے گی، ایسا مت سوچو کیسے ہوگا
القلوب بین اصبعی الرحمن یقلبہا کیف یشاء، قلوب رحمن
کے انگلیوں کے بیچ ہیں وہ جیسے چاہے پلٹتا الٹتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں امداد کی
آئیں گی جن کو کوئی روک نہیں سکتا، ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا
ممسک لہا و ما یمسک فلا مرسل لہٗ من بعدہٖ۔ جس رحمت کو
خدا کھول دیں اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو خدا روک دیں اس رحمت کو،
اس کے بعد کوئی بھیجنے والا نہیں ہوگا۔ پھر اللہ جل جلالہ جو ہدایت دینے والے
ہیں۔ ہدایت عطا فرمائیں گے۔ من یھدی اللہ فھو المھتدی
جسے اللہ ہدایت دیں، وہی راہ یاب ہے۔ اب خوب تضرع انکساری کے ساتھ
محنت کرو تاکہ رحمت وہدایت کے دروازے کھلیں جو کھلنا چاہیں تو دنیا کی
کوئی قوت اسے منع نہیں کرسکتی، محنت کے ساتھ دعائیں ہوں اور اللہ تعالیٰ
پر اعتماد ہو اللہ جب کرنے پر آتے ہیں تو اصنام کے پیٹ سے توحید ظاہر ہوتی ہے
باطل کے نقشوں سے حق کی آواز اٹھتی ہے۔ اس لئے کہ جو دین کی راہ میں تھک کر
اللہ سے مانگتا ہے تو اللہ کو اس پر بہت ترس آتا ہے اور رات کی دعائیں امت
کی فکر کے لئے ہو، ہدایت کی دعائیں ہو کہ اے اللہ! ہمیں پوری ہدایت نصیب
فرما کر امت کو نجات والی راہ پر چلا دے، پھر انشا، اللہ فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔
میرے بھائی وارے کے نیارے ہیں۔ دنیا میں بھی کامیاب آخرت میں
کامیاب پھر یہ ساری محنتیں ایک اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوں، مادی منفعت
کے لئے ہرگز نہ ہوں، نہ کسی جاہ اور عہدہ کا ارادہ ہو بلکہ اس لئے ہو کہ محبوب
نبی کی سنتیں زندہ ہوں گی۔

بیان نمبر ⑤

بنگلے والی مسجد میں امریکہ والوں کی آمد کے موقع پر

حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

۴ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد! میرے بھائیو! دوستو! عزیزو اور بزرگو! اس کام سے اپنے آپ کو متقی بنانا ہے۔ آدمی میں دو چیزیں ہیں۔ ایک ایمانی اعمال ایک ایمانی صفات ایمانی اعمال کو کیا جا رہا ہو، اپنے آپ میں ایمانی صفات لانے کیلئے یہ اعمال ہیں۔ نماز روزہ، زکوٰۃ، حج اور ذکر و تلاوت ان کے کرنے سے ہمیں اپنے اندر تقویٰ اور صبر و شکر اور توکل اور رضا بالقضایہ صفات اپنے اندر لانی اپنے اندر جتنی صفات کو اتارا جاوے گا یہ ہماری ترقی ہو گی۔

ان عملوں کی محنت کرنا ان کو عام کرنا ان کی کوشش کرنا اس کے ساتھ ساتھ ان صفات کو عام کرنا اس کی فکر ہم کو کرنی ہے اس لئے میرے عزیزو دوستو۔ محنت کا میدان بنانا ہے کہ ان ہی اعمال کی کوشش کی جا رہی ہو جس کے اندر

یہ ساری باتیں پیش آتی ہو۔

اور جب استقبال ہوتا ہے تو صبر و شکر یہ دو بڑی چیزیں ہیں۔ کام کرنے والوں کو پیش آتی ہیں۔ کام کرنے والا جتنا اپنے صبر سے کام کرے گا اتنا اس کے اندر تقویٰ آوے گا اور اس کے اندر یہ صفات پیدا کرنے کی فکر ہو گی، ہمارا یہ کام جو ہے اپنی اصلاح کے لئے ہے۔ اصلاح کا مطلب یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو ان اعمال کے کرنے میں ان صفات کے ساتھ وابستہ ہو رہے ہوں اور ان صفات کو اپنا رہے ہوں۔ اس لئے میرے عزیزو اور دوستو اس کا میدان محنت اعمال کو بنانا ہے اور ان ہی اعمال کے بنانے کے لئے اپنے اندر صفات کی نگرانی کرنی ہے۔ آیا یہ صفات ہمارے اندر آ رہی ہیں یا نہیں صفات جتنی آ رہی ہیں اتنی ترقی ہو رہی ہو گی۔ جتنی ترقی ہو گی اتنی آخرت بنے گی، آخرت میں ملنے والی چیز خالی اعمال ہی نہیں بلکہ صفات ہیں جتنے کر رہے ہو ان صفات کو اپنا رہے ہو، اور اس صفات سے ہمارے اعمال کے اندر بھی جان پڑے گی اعمال کے اندر جتنی محنت کریں گے اتنی اپنے اندر صفات کے آنے کا دروازہ کھلے گا اور جو صفات ہیں کہ اس کے اندر تقویٰ آ رہا ہو اس کے اندر صبر و شکر پیدا ہو رہا ہو اپنی اعمال کے کرنے سے یہ چیزیں آتی ہیں۔ اعمال کے کرنے والے کو اس کی محنت کرنے والے کو مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ صبر کے ساتھ استقامت سے کر رہے ہوں اعمال پر استقامت ہو رہی ہو صبر و شکر کے ساتھ اور توکل و رضا کے ساتھ اور جو ہے تقویٰ کے ساتھ اگر یہ چیزیں ہمارے اندر ترقی کر رہی ہیں تو ہم سمجھیں کہ اعمال کے ذریعہ سے ترقی پا رہے ہیں اور اگر یہ صفات ہمارے اندر پیدا نہیں ہو رہی ہیں اور خالی اعمال ہی پر محنت ہو تو یہ ہماری ترقی نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعمال بیکار ہیں اعمال ہی سے یہ صفات اپنے

اندر لاتی ہیں۔

اس لئے میرے عزیزوں اور دوستوں خالی اعمال ہوں یہ بھی کافی نہیں بغیر صفات کے اور جو ہے خالی صفات ہوں بغیر اعمال کے اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں، اعمال کئے جارہے ہوں' اور صفات پیدا ہو رہی ہوں تب تو ہماری راہ صحیح ہے اور اگر ہم صفات سے خالی ہیں اور اعمال کے اندر لگے ہوئے ہیں تو اس سے اپنے اعمال کو جاندار بنانے کے لئے صفات کی بھی کوشش کرنی ہے یعنی آدمی اپنے انفرادی اعمال میں جتنا پختہ ہو گا اتنی صفات کی طرف رہبری ہو گی۔

اللہ جل شانہ عم نوالہ ہمیں اعمال میں لگنے کی توفیق عطا فرما دے اور ہمارے اندر صفات پیدا فرما دے۔ آمین

بیان نمبر (۶)

بنگلے والی مسجد میں امریکہ والوں کی آمد کے موقع پر

حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: میرے عزیزو دوستو اور بزرگو! یہ ایک کام ہے جس کو اپنا کام بنانا ہے۔ دین کا کام ہمارا اصلی کام بن جاوے اور اپنے دنیوی کام جو ہیں وہ دوسرے درجہ میں آجائیں پہلے درجہ میں دین کا کام ہو اور دین کے کام میں

اپنے آپ کو لے چل رہے ہوں۔ یہ دین کی کوشش کرنی ہے اور جو آدمی
اس کو اپنا کام بنا لیتا ہے وہ اس کو آگے ہی رکھ کر چلتا ہے اس کو سمجھ کر
کرتا ہے اور اگر اپنا کام نہیں بناتے تو پھر وہ اس کو پیچھے ڈالتے چلے جا
ہیں۔ اس لئے اس کام کو کام بنانا ہے اور اس کے اوّل درجہ میں آنے کیلئے
قربانی کی ضرورت ہے اور جو قربانی دے گا اپنے جذبہ سے اپنے روپئے پیسے
سے اللہ جل شانہ اس کو لگاؤ نصیب فرمادیں گے کام کے ساتھ لگاؤ ہوگا تو
بات ہے پھر کام اپنے درجہ پر آئے گا اور جو ہے کام پہلے درجہ پر آئے گا
اپنی تمام ضروریات پر مقدم کرنا آسان ہوجاوے گا ایک تو ہم اس
اوپر اپنے جان کو اپنے مال کو لگا رہے ہوں، اپنے وقتوں کی قربانی دے
ہوں۔ اس کے نتیجے میں پھر دین کا کام ہمارا بھی کام بنے گا۔ کام بننے کے
ہم جس قدر اہتمام سے اپنے انفرادی معمولات کو پورا کریں گے اتنا اس کا کام
وہ بھی آسان ہوجاوے گا۔ انفرادی اعمال سے آدمی کی یہ قوت پیدا ہوتی ہے
قوت پیدا ہوگی اور پھر اس کو دین پر لگایا جاوے گا تو اللہ جل شانہ عم نوالہ
پھر اس دین کے کام کرنے میں آسانی بھی عطا فرمادیں گے۔ اور اس کو تر
بھی فرمادیں گے۔ اللہ جل شانہ ہمیں اس کام کو اپنا کام بنانے کی توفیق نصیب
فرماوے خدائے پاک اس کے اوپر ثابت قدم فرماوے آدمی اتنا چلے گا جتنا
کا محبوب ہوگا۔ اللہ جل شانہ اپنی محبت والوں کو ہی دین کا کام دیتے ہیں۔ دنیا
تو ہر کس ناکس کو دے دیتے ہیں اس لئے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں، دین اس
دیتے ہیں جس کو اللہ جل شانہ پسند فرماتے ہیں۔ بس اس لئے میرے عزیز دو
دوستوں اور بزرگوں ہمیں اس کی کوشش کرنی ہے اس کے اوپر اپنے آپ
لانا ہے کہ دین کا کام تو آگے ہو اور بے کام کی شہرت پیچھے ہو، اللہ جل شا

تعالیٰ نوالہ اس دین کی محنت کو اپنا کام بنانے کی توفیق نصیب فرمادے اور ہمارے خدائے پاک ہمیں ان بندوں کے اندر شامل فرمائے جن کو خدائے پاک محبت دیتا ہے اور جن کو خدائے پاک محبوب بناتا ہے اللہ جل شانہ ہمیں بھی نصیب فرمادے اور پوری اُمت کے دلوں کے اندر اس کی رغبت پیدا فرمادے اور پوری امت کو اس پر کھڑا ہونے والا بنادے میرے عزیزوں دوستوں اور بزرگوں کام کرنے والے کام اس جذبہ اور نیت کے ساتھ کریں کہ ہماری اصلاح ہو جائے اور اگر صرف دوسروں کے اصلاح کی نیت ہو گی تو اس سے ہمارے اندر تواضع نہیں پیدا ہو گی اور جو ہے نیت صرف دوسروں کے اصلاح کی نہ ہو اپنی اصلاح کی نیت کرے تو اس سے اپنے اندر تواضع پیدا ہو گی، تواضع اگر پیدا ہو گی تو اس سے آپس کا جوڑ آپس کی محبت آپس کا میل اس سے پیدا ہو گا۔ دوسروں کی اصلاح اگر سامنے رکھے گا تو اس سے اپنی حالت سدھرے گی نہیں، اس لئے میرے عزیزو! دوستو! اور بزرگو بھائیو! ہمیں اس کی فکر کرنی ہے کہ ہمارے اندر اس محنت کے ذریعہ اپنی اصلاح کا جذبہ ابھر رہا ہو اور صرف دوسروں کی اصلاح کی نیت نہ ہو، اگر تمھارے اندر نیت صرف دوسروں کی اصلاح کی ہو گی تو اپنی اصلاح سے غافل ہو جاؤ گے پھر چاہے کام زیادہ ہوتا ہوا نظر آئے لیکن جان نہیں ہو گی، جان آتی ہے تواضع سے جان آتی ہے اپنے آپ کو محتاج سمجھنے سے جان آتی ہے تواضع کے پیدا ہونے سے جتنی ہمارے اندر جو ہے اللہ کو راضی کرنے کا جذبہ ہو گا اتنا ہمارے اندر جوڑ بھی پیدا ہو گا اصل یہ ہے کہ دلوں کا جوڑ ہو، دل آپس میں جڑے ہوئے ہوں اور وہ جڑیں گے اس وقت جبکہ آدمی اپنے کو محتاج سمجھ رہا ہو، دوسروں کی احتیاج اپنے سے نہ سمجھتا ہو، اس کام کو اس

طریقہ سے کریں کہ ہمارے اندر اپنی اصلاح کا جذبہ ابھر رہا ہو ہمارے اندر تواضع
ابھر رہی ہو، ہمارے اندر یہ نیت ہو کہ ہم دین کا کام کریں اس طرح کہ دوسرے
بھائیوں کا اکرام و احترام کرتے ہوئے میرے عزیزو! دوستو! اور بزرگو
کوشش کرنا ہے لیکن اس طریقہ سے کہ ہر شخص اپنے آپ کو محتاج سمجھ رہا ہو،
جو شخص اپنے آپ کو محتاج سمجھے گا دوسرے کا اکرام کرے گا۔ دوسرے کی بات
غور سے سنیں گا۔ اس میں دل جڑیں گے تو پھر کام کے اندر ترقی ہوگی
کام آگے بڑھے گا۔ اپنے نفس کو چھوڑ کر کام کریں گے اول تو کام میں برکت
نہیں ہوگی، وقتی طور سے کام بڑھتا ہوا نظر آئے گا لیکن ایک نہ ایک وقت
پر اپنی تان توڑ دے گا۔ اس لئے میرے عزیزو! دوستو! بزرگو بھائیو
ہمیں اس کی کوشش کرنی ہے ہمیں اس کی فکر کرنی ہے کہ ہم جو ہے اپنی
اصلاح کو سامنے رکھ کر چل رہے ہوں، ہر ایک اپنی اصلاح کو سامنے رکھے گا
تو انشاء اللہ آپس میں جوڑ آپس میں الفت، آپس میں محبت پیدا ہوگی، اللہ
جل شانہ وعم نوالہ ہمیں اپنی اصلاح کی فکر نصیب فرمادے اور اس کے اوپر
قدم اٹھانے والا اور اس کے اوپر کوشش کرنے والا بنادے، اپنی اصلاح
سے جو کرے گا اللہ جل شانہ اس کی اصلاح بھی فرمادیں گے آدمی کی جیسی نیت
ہوتی ہے ویسا خدا کے طرف سے معاملہ ہوتا ہے۔

اگر ہماری نیت دوسروں کے اصلاح کی ہوتی ہے اس سے ہمارے
اندر اپنے اصلاح سے غفلت ہوجاتی ہے۔ اپنی اصلاح سے غفلت ہوجاتی ہے
تو اس سے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں اور جو ہے پھر دوسرے کی ہر بات ناگوار
گذرتی ہے۔ پھر اپنے کے بجائے نظر دوسروں پر جاتی ہے۔ دوسروں
کے عیوب دیکھتا ہے۔ دوسروں کی برائیاں دیکھتا ہے اس سے اپنی اصلاح

کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے جب اپنی اصلاح کا جذبہ ختم ہو جاوے گا تو پھر جو ہے آپس کی لڑائیاں ہو گی اور دل پھٹیں گے۔

اللہ جل شانہ ہمیں قبول فرماوے اور ہمیں اپنی اصلاح کی نیت کے ساتھ کام کرنے والا بنادے اور جو ہے دوسروں کے ساتھ اکرام و احترام کے ساتھ چلنے والا بنادے۔ آمین

بیان نمبر (۷)

بنگلے والی مسجد میں ہندستان کے پرانوں کی آمد کے موقع پر

حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

۲۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد! میرے بھائیو، دوستو عزیزو اور بزرگو یہ ایک کام ہے اگر ہم اس کام کو اپنا کام بنا کر چلیں گے تو پھر جو اپنے دنیوی تقاضے ہیں اس کو قربان کرنا آسان ہو گا اور اگر ہم نے اس کو اپنا کام نہیں بنایا تو ایسا ہو گا کہ اپنے تقاضوں کی وجہ سے اس کو پیچھے ڈال دیں گے۔ اس لئے ہمیں کام کرنا ہے اس طریقے سے کرنا ہے کہ ہم اس کام کو اپنا کام بنا رہے ہوں اور دل کے اندر اس کو پسند کیا جا رہا ہو تم حضرات اپنے علاقہ کے ذمہ دار ہو، تم اس کے اندر جو ہے جتنی کوشش کرو گے وتنی اللہ جل شانہ عم نوالہ مدد فرمائیں گے۔ آدمی جتنی ذمہ داری اوڑھتا ہے اتنی خدا کے طرف سے مدد ہوتی ہے۔

المعونة تحتی علیٰ قدر المؤنة جتنی آدمی ذمہ داری اوڑھتا ہے اللہ کے طرف سے اتنی ہی مدد ہوتی ہے ہم ارادہ کریں گے نیتیں کریں گے اور اپنے آپ کو کام کرنے والا بنائیں گے کام کو آگے رکھ کر چلیں گے تو انشاء اللہ خدا کی مدد بھی ہوگی، خدا کی مدد ہمارے ساتھ آتی ہے اللہ کے دین کی محنت کے ساتھ جتنی دین کی محنت کریں گے اللہ جل شانہٗ کی مدد اتنی اس کے ساتھ ہوتی ہے خدائے پاک نے اپنے دین کے ساتھ ارادہ فرمایا اس لئے میرے عزیز دوستو بزرگو اور بھائیو! ہمیں یہ سوچنا ہے ہم اپنے علاقہ کے ذمہ دار ہیں ہم اپنے علاقہ کے پرانے ہیں ہمیں دیکھ کر دوسرے پھر آگے بڑھیں گے ہمیں دیکھنا کیا ہے کہ ہماری معاشرت ہمارے اخلاق ہمارے معاملات یہ صحیح ہو رہے ہیں اور اخلاق کا خلاصہ یہ ہے ہم سے دوسروں کو فائدہ پہونچ رہا ہو، معاشرت کا خلاصہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہونچ رہی ہو اور اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے فرمایا:

صل من قطعك واعف عن من ظلمك واحسن الیٰ من اساء الیك یہ کہ جو تمہارے سے کٹے اس کو جوڑو اور تم پہ ظلم کرے تم اسے معاف کرو اور جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ بھلائی برتاؤ کرو یہ بنیادیں ہیں اگر ہم ان بنیادوں پر چلتے رہیں تو اللہ جل شانہٗ عم نوالہ فضل فرمادیں گے کرم فرمادیں گے ہمیں ـــــ یہ نہیں دیکھنا ہے کہ دوسرے کیا کر رہا ہے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہر ایک کو اپنے کئے کو دیکھنا ہے ہر ایک اپنے کو چلا رہا ہو اور دوسروں کو لیکر چل رہا ہو اس طریقے سے بہر حال وہ چل رہا ہو، ہم جو ہے اپنے وقت کے اندر خدا کے دین کی محنت کو آگے رکھ کر بڑھیں انشاء اللہ خدا کی مدد شروع ہوگی، اللہ کی جو مدد آتی ہے وہ آدمی کی نیتوں پہ آدمی کی محنتوں پر آدمی کی قربانیوں پر، ہم جتنی قربانی دیں گے اللہ جل شانہٗ قربانی جو ہے دوسروں

کے اندر بھی پیدا فرمائیں گے۔

ذمہ دار جتنی قربانی دیتا ہے جتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے اتنی اللہ جل شانہ کی مدد ہوتی ہے۔ حالات سب کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن حالات کے اندر پھنس جانا اور اس کی وجہ سے کام کے اندر نقصان ہو جانا یہ کوئی صحیح بات نہیں، استقامت اس کے معنیٰ ہیں کہ ہم جو ہے ہر حال میں کام کر رہے ہوں اس میں کڑوی کسیلی ساری چیزیں برداست کرنی پڑتی ہیں ہم کو اس کے برداشت کرتے ہوئے ہم یکساں چلیں گے۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ کا فضل ہوگا اللہ کا کرم ہوگا۔ چنانچہ کرم کے لئے خدا کے فضل کے لئے دین کی محنت ایسی محنت ہے۔ جس پر ویسے ہی خدا کے

وعدے ہیں خدا کی مدد کی تائید ہے جل شانہ عم نوالہ نے ایک موقع عطا فرمایا ہے وہ موقع ہے موت تک اور موت پر جو ہے موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ غرض موت پر ہر ایک کو جو کچھ کیا ہوگا اس کا حساب کتاب سامنے آجاوے گا۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ اگر ہم جو ہے اخلاص کے ساتھ کام کرتے رہے تو تھوڑا بھی کام بہت مقبول اور بھاری ہوتا ہے اور اخلاص کے بغیر جو ہے بڑے سے بڑا کام بے جان ہوتا ہے۔

اس لئے ہمیں کوشش کرنی ہے کہ ہمارے اخلاص کے ساتھ ہماری معاشرت کے ساتھ ہماری معاملات کے ساتھ ہماری جو ہے قربانی بڑھ رہی ہو اور خدائے پاک ہم سے راضی ہو رہے ہوں۔ خدا کے لئے اپنے اخلاص کے ساتھ کر رہے ہوں یہی ہماری منزل ہے یہی ہماری توقع یہی ہمارا درد ہم جو ہے اللہ کے دین کو درد کے ساتھ لیکر چل رہے ہوں گے۔ انشاء اللہ اللہ جل شانہ راستہ کھولتے چلے جاتے ہیں خدا ہی کے قبضہ میں ہے۔ اللہ جل شانہ کرنے میں انسان

کے اعمال کے مطابق جتنے حالات ہیں وہ وابستہ ہیں اعمال کے ساتھ، انسان کے اعمال اگر اچھے ہوں گے تو حالات بھی اچھے ہوں گے اور اگر اعمال صحیح نہ ہوں تو حالات بھی اچھے نہ ہوں گے حالات جو ہے ایک ہی حال پر نہیں رہتے حال کو حال اسی واسطے کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوتا حال آتا ہے گزر جاتا ہے البتہ اس میں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس کے اندر جمے ہوئے ہیں اور اس کے اندر صحیح بنے ہوئے ہیں اور اس کے اندر چل رہے ہیں۔ حالات ہمیشہ ایک نہیں رہتے ہیں جو ہے قربانی کو بڑھانا ہے اللہ کی ذات پر نگاہ رکھنی ہے خدا کی ذات پر نگاہ رکھ کر جتنا چلیں گے اللہ جل شانہ مدد فرمائیں گے دستگیری فرمائیں گے۔

اس لئے میرے عزیز دوستو بزرگو اور بھائیو! ہمیں یہ سوچنا ہے ہمیں یہ فکر کرنی ہے ہمیں اپنے لئے یہ طے کرنا ہے کہ اللہ جل شانہ عم نوالہ ہمیں اپنے دین کے اوپر قربان ہونے والا دین کی فکر کرنے والا دین کی دھن رکھنے والا بنا دے اور یہ منزل اسی وقت بنے گی جب ہم کام کو ہر حال میں آگے رکھ کر چلیں گے۔ جتنا کام کو آگے رکھ کر چلیں گے اللہ جل شانہ آگے بڑھاتے چلے جاویں گے۔ حالات دنیا کے اندر رہی ہے سب کے اوپر آتے ہیں۔

ہم تو اپنے کام پر جمے ہوئے ہوں اور اپنے آپ کو ہر حال میں دین کے تقاضوں پر استعمال کر رہے ہوں۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمادے خدائے پاک اس کے اوپر جمادے۔ خدائے پاک اس کے ذریعہ دین کو زندہ فرمادے دین کو زندہ اللہ جل شانہ ہی کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہ انسان کے ذمہ قربانی رکھی ہے نتیجہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ نتیجہ وہ ظاہر فرمادیں گے جیسی ہم قربانی دیں گے۔ جیسی ہم فکر رکھیں گے۔ جیسی ہم محنت کریں گے۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ ہمیں توفیق نصیب فرمادے۔ قربانیوں کی خدائے پاک

توفیق نصیب فرماوے طلب بڑھاوے۔ آمین۔

بیان نمبر ⑧

خطبۂ نکاح سے پہلے حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کا بیان

بھوپال کے ۴۷ ویں سالانہ تبلیغی اجتماع کے دوسرے دن حضرت جی نے ایک سو کے قریب نکاح پڑھائیں۔

۱۲ر دسمبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۹ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ بروز منگل بعد نماز عصر

میرے دوستو اور بزرگو اور عزیزو! نکاح بہت باوقار اور خیر کا عمل ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شادی کرو اس سے تونگری آئے گی مگر آج ہماری شادیاں پریشانی اور مقروض ہونے کا سبب بن گئی ہے غیروں کی رسم ورواج اپنانے کی وجہ سے ہم اپنی شادیوں اور مکانوں کی تعمیر میں بہت خرچ کرنے لگے ہیں جب کہ صحابۂ کرامؓ شادی اور مکانوں پر بہت کم خرچ کیا کرتے تھے اور اس کے مقابلہ میں غریبوں اور محتاجوں اور فقیروں کی مدد میں ان کا اثاثہ صرف ہوتا تھا۔ شادیوں میں فضول خرچی غیروں کا طریقہ ہے اسلامی نہیں، ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتۂ ازدواج کے قیام کے لئے دینداری اور اخلاق پر نظر کرنے کا حکم دیا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کسی لڑکی کے لئے جب مناسب رشتہ آجائے شادی کرنے میں دیر نہ کرو ورنہ بڑے فتنہ و فساد میں مبتلا ہوجاؤ گے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہ اپنانے کی وجہ سے آج ہمارے معاشرہ میں برائیاں

پھیل رہی ہیں حضرت نے فرمایا کہ لڑکا اور لڑکی دیندار ہوں تو ان کی شادی دونوں کی زندگی کے لئے خیر کا باعث بن جائے گی جو خدا کا حق ادا کرتے ہوں وہ بندوں کا حق بھی ادا کر سکیں گے حضرت عبداللہ ابن مبارک جیسے جلیل القدر محدث کے والد مبارک کی شادی کا احوال سناتے ہوئے فرمایا کہ محض ان کی دینداری کی وجہ مالک نے اپنی حسین و جمیل بیٹی کی شادی ان سے کر دی اور ان کے یہاں حضرت عبداللہ بن مبارک جیسے بیٹے ہوئے جن کے درس کی ایک مجلس میں ۹۰ ہزار طلباء شرکت کرتے تھے اور ایک مرتبہ جب ان کو چھینک آگئی تو طلباء نے اس کا جواب ایسی گونج سے دیا کہ سارے بغداد میں سنی گئی اور امیر المؤمنین ہارون رشید یہ سمجھے کہ بغداد پر کسی نے حملہ کر دیا ہے جیسے ماں باپ ہوں گے ان کے جو اعمال اور طریقے ہوں گے اولاد بھی وہی اپنائے گی ہم اپنی شادی بیاہ میں دین کی حفاظت کریں گے تو اولاد بھی صالح اور نیک ہوں گی اگر چھوٹوں کی اصلاح مقصود ہو تو بڑوں کا حال و ماحول بدلنا ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ کی اتباع کرنا نصیب فرمائے اسی سے دنیا اور آخرت میں خیر ہو گی اور اس کے خلاف عمل کرنے سے آج ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی پریشانی کا سامان کر رہے ہیں ہمارے معاشرہ میں آج شادی خودکشی کا باعث بن رہی ہے لہٰذا اپنی شادیوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اپناؤ اور اپنے ہر عمل میں اللہ کی پیروی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو شادی بیاہ میں سادگی لاؤ، اگر مہر کا زیادہ ہونا کسی بڑائی یا افتخار کی بات ہوئی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اس کی سب سے زیادہ مستحق تھیں۔

بیان نمبر ⑨

بھوپال کے ۴۷ ویں سالانہ تبلیغی اجتماع کے آخری دعا سے پہلے حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کا بیان

۱۴ دسمبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۰ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ بروز بدھ

میرے دوستو اور بزرگو اور عزیزو محنت کی نہج صحیح ہوگی تو اس کے نتائج ہمیشہ رہنے والی زندگی میں انعام واکرام کی صورت میں ملیں گے اس کے برخلاف محنت صحیح نہیں ہوگی تو دنیا میں ہنگامی طور پر اس کا کچھ بدلہ خواہ مل جائے مگر آخرت میں کف افسوس ہی ملنا پڑے گا انسان کی سمجھداری اسی میں ہے کہ محنت و مشقت کا صحیح میدان منتخب کرے تاکہ آخری زندگی میں خاطر خواہ ثمرات بھی اس کو میسر آجائیں کتنے ایسے لوگ ہیں جو کل تک زندگی کے حرارت و عمل سے معمور تھے کتنے بادشاہ و حکمراں مال و دولت والے عزت و وجاہت کے حاصل دنیا میں آئے لیکن آج صفحہ ہستی پر ان کا نشان بھی باقی نہیں فرعون جیسا بادشاہ اپنی حکومت و مملکت پر بڑا نازاں تھا جب موت کے فرشتے نے اس کا گلا دبایا تو ایمان اور خدا پر یقین کا اس نے اقرار کر لیا مگر اس وقت تک کافی دیر ہو چکی تھی لہٰذا اس کا خدا پر یقین لانا مسترد کر دیا گیا یہ ضرور ہوا کہ قیامت تک کے لئے اس کی نعش کو سامانِ عبرت بنا کر محفوظ کر دیا گیا جو وقت اللہ کے راستہ میں گزرتا ہے وہ دنیا اور اس کے اندر جو کچھ بھی اس سے بہتر ہے جو پیسہ اس پر خرچ ہوتا ہے اس کا ثواب

کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔ اسی طرح عبادات کئی درجہ بڑھ جاتی ہے۔ فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد نہیں بلکہ دین کے لئے عام کوشش ہے اور اسی لئے حضرت امام بخاری نے جمعہ کے دن مسجد جانے کے لئے فی سبیل اللہ کا استعمال کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی محنت و کوشش میں لگ جانے کی توفیق مرحمت فرمائیں اسلام میں رہبانیت نہیں ہے بلکہ دنیا کی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے دین کا مشغلہ اپنانا مقصود ہے مسلمان شریعت کے مطابق تجارت، زراعت یا نوکری میں سے کوئی بھی عمل کرے گا تو وہی اس کا دین بن جائے گا یہانتک کہ ایک سرمایہ دار کارخانہ یا فیکڑی چلاتے ہوئے اس میں خدا کے حکم کو مقدم رکھے گا تو اس پر بھی اس کو اجر ملے گا اور ایک محنت کش ایمانداری سے مزدوری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے۔ آج جو لوگ ابھی زندگی کے مشاغل میں غیروں کا طریقہ اپنارہے ہیں کل روز قیامت انھیں اس کا جواب دینا پڑے گا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پوری زندگی شریعت کے مطابق برتنے کی توفیق مرحمت فرمائیں ہمارے ذہنوں اور فکروں میں آخرت اور اس کی جواب دہی کی فکر سما جائے۔

ماخوذ از روزنامہ اخبار ندیم بھوپال شمارہ نمبر ۳۲۵

بیان نمبر ١٠

ہر شعبہ میں زندگی گذارنے کا طریقہ اللہ نے بتایا ہے

یہ چند باتیں حضرت جی نے بھوپال کے اجتماع میں ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ کو دعا سے پہلے بیان فرمائیں تھیں

اللہ تعالیٰ کو اپنا دین بہت پسند انسانوں کو اپنی مخلوق کو زندگی گذارنے

کا طریقہ بتایا ہے اور یہ طریقہ دین ہے۔ یہ پوری زندگی کو گھیرے ہوئے ہے۔ تمام شعبوں کو دین اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ امیر، غریب، بادشاہ، رعایا، وغیرہ ہر شعبہ میں چلنے کا طریقہ اللہ نے بتایا ہے کچھ کام ایسے جن پر عمل کرنے سے انسان دین پر چلنے والا ہوجاتا ہے دین کی محنت بھی اللہ کو پسند ہے۔ دین کی کوشش کرنے میں جو وقت گذرتا ہے وہ بھی اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہے اللہ کے راستے میں ایک صبح یا شام کا لگنا دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔ جو قدم اٹھتا ہے وہ بھی اللہ کے نزدیک قیمتی ہے اللہ کے راستے کی دھول غبار جنت کی خوشبو ہے۔ سواری پیسہ ہر چیز جو اللہ کے راستے میں خرچ کیا جاتا ہے وہ ایک کے ساتھ لاکھ ہو کر ملیں گے۔ عبادات بھی اللہ کے راستے کی کروڑوں گنا بن جاتی ہیں۔ آخرت کی کمائی کرنے کے لئے اللہ کے راستے میں نکلنا ہے ان اعمال کو کرنا ہے ورنہ آخرت میں حسرت ہوگی، ہمیں کوشش کرنی ہے محنت کرنی ہے، اللہ کے راستے میں نکل کر اعمال کرنے کی آج کے زمانہ میں نکلنا آسان ہوگیا، ہر صوبہ ہر علاقہ میں جماعتیں نکل رہی ہیں۔ اس عمر میں جتنا کریں گے وہ آخرت کا سرمایہ ہوگا۔

جو نہیں جارہے ہیں وہ بھی نیت کریں آگے نکلنے کی، اپنے مقامات پر اعمال کی پابندی کریں گے۔ گشتوں کا اہتمام، باہر کی جماعتوں کے ساتھ پوری پوری محنت کریں گے۔ باہر نکلنے کا ثواب تو بہت زیادہ ہے لیکن مقامی طور پر بھی کام میں جڑنے سے بہت ثواب جتنا کریں گے۔ اتنا کام آئے گا۔ ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔

بیان نمبر (۱۱)

شریعت کا مزاج سادگی کا ہے

یہ چند باتیں حضرت جیؒ نے بھوپال کے اجتماع میں ۲۲ دسمبر ۱۹۹۱ء بعد نمازِ عصر اتوار کو نکاح پڑھانے سے پہلے بیان فرمائیں تھیں۔

اللہ جل شانہ نے انسانوں کو پیدا فرمایا، اشرف المخلوقات بنایا، کائنات میں سب سے مشرف و مکرم بنایا، اس کو بیکار نہیں پیدا کیا، اشرف المخلوقات بنایا تو مقصد بھی اشرف، عبادت کریں دین پر چلیں، کلموں کو زندہ کریں، اگر اس طرح انسان چلتا ہے تو اپنی پیدائش کا مقصد پورا کرتا ہے۔ زندگی گذارنے کے لئے ضرورتیں بھی پیش آئیں گی، ان ضرورتوں کو اس طرح پورا کیا جائے کہ مقصد پر زد نہ پڑے، شادی بیاہ کھانا، پینا، کپڑا، رہائش، سواری ان پانچ ضرورتوں کو پوری کر رہا ہو، شادی بیاہ میں انسان چونچلے نہ دکھانے لگے، بلکہ مقصد پر جان و مال لگا رہا ہو، ضرورتوں کو اختصار و سادگی کے ساتھ پورا کر رہا ہو، زندگی مقصد پر اور ضرورتوں میں اختصار تو انسان کامیاب، انجام سامنے رہے تو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا۔ ضرورتوں میں آج سارا مال ساری جان لگا رہا ہے۔ کھانا، پینا، کپڑا، رہائش، سواری سادگی کے ساتھ پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے تاکید و تائید فرمائی ہے۔ اس کی بھی کوشش کرنا ہے۔

شریعت کا مزاج سادگی کا ہے۔ جب تک مقصد کا خیال رکھا انسان کامیاب، ضرورتوں کو مقصد بنایا انسان پریشان، جو اپنی زندگی سادگی سے گذارے گا۔ دنیا و آخرت میں کامیاب نکاح سادگی سے تو رخصتی بھی سادگی سے کی جائے۔

بیانے نمبر ⑫

بھوپال کے اجتماع میں حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کا بیان

خطبہ مسنونہ کے بعد

میرے عزیزو، دوستو، بزرگو و بھائیو، خدائے پاک عزاسمہ نے یہ پوری کائنات بنائی ہے اور کائنات کے اندر بہت ساری چیزیں بنائی ہیں یہ زمین ہے یہ پہاڑ ہے سورج ہے چاند ہے یہ ساری چیزیں خدائے پاک نے بنائی ہیں۔ لیکن یہ بنائی ہیں انسان کے لئے انسان کو بھی خدائے پاک نے کسی غرض کے لئے بنایا ہے یہ نہیں کہ یہ کائنات کا سارا کا سارا بکھیڑا اس کے لئے بنایا گیا ہو اس کی کوئی غرض نہ ہو اور کوئی مقصد نہ ہو انسان کو خدائے پاک نے بنایا ہے اور ان تمام چیزوں سے اشرف بنایا ان تمام چیزوں سے اکرم بنایا ہے اور ان تمام چیزوں کو انسان کے استعمال کرنے کے لئے بنایا ہے۔ لیکن انسان کو بھی کسی غرض کے لئے بنایا ہے انسان کو بنایا ہے اس لئے کہ وہ خدا کے لئے استعمال ہو رہا ہو اس کے استعمال کا طریقہ خدائے پاک کے احکامات ہیں اس کی زندگی خدا کے حکموں کو زندہ کرنے والی خدا کے حکموں پہ

چلنے والی بن رہی ہو، خدا کے احکامات زندہ ہوں گے تو چین ہوگا امن ہوگا آرام و عافیت کے اندر جو ہے زندگیاں گزریں گی، خدا کے احکامات ہی کے پورا ہونے سے چین وسکون آتا ہے اسی کے ذریعہ سے امنِ عام پیدا ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے آپس میں الفتیں اور محبتیں پیدا ہوتی ہیں جتنے خدا کے احکامات زندہ کئے جاویں گے اتنی ہی یہ دنیا کی زندگی بنے گی اور آخرت کی زندگی کا سارا مدار ہی خدائے پاک کے احکامات کو پورا کرنے پہ ہے جتنے احکامات خداوندی پورے کئے گئے ہوں گے اتنا ہی آخرت میں کامیاب ہوگا آخرت بھی اس کی بنے گی۔ آخرت کی زندگی وہ اصلی زندگی ہے دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی بنانے کے لئے ہے اسی کے اندر انسان اپنی زندگی کو بگاڑتا ہے یا بناتا ہے اس زندگی کے اندر اگر خدا کے احکامات پورا کرتے ہوئے چل رہا ہے۔ اپنے عملوں کو بنا رہا ہے تو اس سے آخرت بنتی ہے آخرت سدھرتی ہے آخرت جو ہے چیزوں سے نہیں بنتی ہے دنیا کی جتنی چیزیں ہیں ان سے آخرت کا بناؤ نہیں ہوتا ہے اس کا سدھار اعمال ہی سے ہوتا ہے خدا کے احکامات ہی سے ہوتا ہے جتنے احکامات خداوندیہ ہمارے زندہ ہوں گے اتنی آخرت ہماری بنے گی، احکامات کے زندہ ہونے کے لئے یہ انسان ہی ہے انسان اپنے اوپر خدا کے احکامات کو جاری کرے زندگی کے ہر شعبہ میں زندگی ہر گوشہ میں خدا کے حکموں پر چل رہا ہو تو وہ شعبے بھی بابرکت ہوں گے ان کے اندر بھی خیر آئے گی اس کے اندر بھی خدا کی مدد آئے گی انسان اس دنیا کی زندگی کے اندر بھی سُکھ کی زندگی گذارے گا اور آخرت کے اندر بھی کامیاب زندگی پائے گا۔

میرے بھائیو اور دوستو یہ دنیا کی زندگی مختصر سی زندگی ہے یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے یہ انسان کے کرنے کے لئے یہ انسان کے بننے کے لئے

خدائے پاک نے تھوڑا سا وقفہ دیا ہے: "خلق الموت والحیوٰة لیبلوکم ایکم احسن عملا" اللہ نے موت وحیات کو اسی واسطے پیدا فرمایا ہے کہ انسان کا امتحان کرے انسان کی آزمائش کرے کون اچھے عمل کر کے آتا ہے اگر موت ہی نہ ہوتی تو پھر ان اعمال کے بدلہ ملنے کا اور پھر ان اعمال کی جزا ملنے کا کون سا وقت ہوتا اور اگر جو ہے زندگی نہ ہوتی تو عمل کرنے کا کوئی وقت نہیں تھا خدائے پاک نے یہ زندگی دی ہے عمل کرنے کے لئے اور موت دی ہے ان اعمال پر بدلہ دینے کے لئے۔

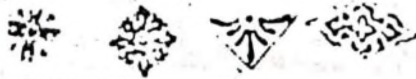
میرے بھائیو اور دوستو ہمیں اپنی زندگی پر نظر کرنی چاہیئے ہمیں اپنے آپ کو دیکھنا چاہیئے کہ ہماری زندگی اپنے مقصد پر گذر رہی ہے جس کے لئے خدائے پاک نے ہم کو پیدا فرمایا ہے اس کے اوپر گزر رہی یا اس کو ہم نے بھلا رکھا ہے آج دنیا کے اندر انسان چیزوں کے اوپر لگا ہوا ہے عملوں کی طرف سے بے پرواہ ہے عملوں کو بنانے کی اپنے عملوں کو درست کرنے کی فکر نہیں ہے یہ تبلیغ کا کام یہ جو اپنے گھروں سے نکلنے کا کام، یہ اس واسطے ہے تاکہ ہماری زندگی اپنے مقصد پر آجائے اپنی غرض پر آجاوے ہم خدا کے کلموں پر چلنے والے، ہم خدا کے بھلے بندے بن جاویں ان کے نکلنے کے زمانہ میں عملوں کی مشق کرنی ہے عملوں پر اپنے آپ کو لے چلنا ہے عملوں کو اپنی زندگی میں اتارنا ہے جتنا جو آدمی کرے گا۔ اس کی آخرت بنتی چلی جائے گی اس کے اعمال سدھرتے چلے جائیں گے۔ اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ ہمیں اپنے بننے کی فکر نصیب فرمائے، خدائے پاک ہمیں عمل والا اپنے مقصد کو پہچاننے والا اور اس پر لگنے والا بناوے یہ ہر ایک کی اپنی محنت ہے اپنی اپنی کوشش ہے جو کرے گا وہ پاوے گا جو کرے گا وہ بنے گا نہیں کرے گا تو پچھتاوے گا اور حسرت وافسوس کرے گا لیکن حسرت کرنے سے افسوس کرنے سے اس کو نفع نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیں اپنے بھلے بندوں میں شامل ہونیوالا بنادے



حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ

مرتب: مفتی محمد روشن شاہ صاحب قاسمی

فہرست مضامین مکاتیب حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب حصہ اوّل



استقامت بڑی کرامت ہے

اللہ کے راستہ میں نکلی ہوئی ایک جماعت کے نام

مکرمین و محترمین بندہ! وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میرے دوستو! جس دین کے سیکھنے کے لئے آپ نے گھروں کو چھوڑا ہے وہی دین ہے جو خاص انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث ہے اور جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجتماعی اصولوں کے اتباع کے ساتھ چھوڑ گئے۔ انسان بالطبع مخلوق سے متاثر اور اس کے بارے میں کچھ غلط یقین غلط بے بنیاد علم اور اُن کے مطابق غلط عمل پر پڑا ہے جس کی اتباع پر اپنی ذات یا سوائے گندگیوں کے پیدا ہو جانے کے کوئی حاصل نہیں اور اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے دوزخ کا منظر ابد کے لئے کھولا گیا ہے مخلوق کے بارے میں جو بھی یقین و عمل اپنے کو حاصل ہے اس کو اپنے میں سے نکالنے کے لئے اور اس سفلی اور فانی یقین کے بدلہ اپنے میں صرف ذاتِ باری کا یقین و علم پیدا کرنے کے لئے جدوجہد کا ایسا جذبہ پیدا ہو کہ ان کی صفات و کمالات کا مظہر بن کر ان کی ذات والے انعامات کے عمومی دروازے کھل جانے کا ذریعہ بنیں اور اصل اس کا انعام باری تعالیٰ کی رضا اور محبت ہم کو ہمیشہ کیلئے حاصل ہو، اصل دین حق تعالیٰ شانہ' کی مخلوق میں ان کی ذات کا یقین پیدا کرنے کیلئے یقین کے ساتھ اپنی جان کھپانے کو اور ٹھوکریں کھانے کے طریقہ کو سیکھنا ہے جس پر نہ کسی مخلوق کا تاثر اثر انداز ہو سکے نہ بھوک پیاس، نہ بیماری و کمزوری، نہ گرمی سردی، عیش و عشرت اور خوف و ہراس کے نقشے روک سکیں، یہی دین کے فروغ کا اصلی سبب ہے۔ استقامت کو ہی بڑی کرامت کہا ہے محنت کی ایسی ترتیب قائم کی جائے کہ احباب نقد نکلیں، مقامی کام کی ترتیب بنے اور ساتھیوں میں خدا کا تعلق اور دعوت کے مطابق عمل بنتا چلا جائے۔

فقط والسلام

بندہ انعام الحسن غفرلہ' ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوری صـ ۲۵۲

اس دعوت والے عمل میں قربانی، جدوجہد، آہ و بکا، عاجزی و انکساری پہلی شرط ہے

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا لکھا ہوا خط راہ خدا میں نکلی ہوئی ایک جماعت کے نام

مکرمین و محترمین بندہ! وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے دوستوں انبیاء علیہم السلام والی دعوت والا یہ عمل اصول و قواعد و شرائط و آداب چاہتا ہے اس کے بغیر اس کی حقیقت نہیں کھلتی اور اس کی بنیاد اور اساس کا پتہ نہیں چلتا اور اس کی غرض و غایت معلوم نہیں ہوتی اور قرآن کریم میں حق تعالیٰ شانہٗ کا منشاء اور مقصد معلوم نہیں ہوتا، دعوت کی اس عظیم محنت میں چلنے والے بھی اصولوں کی پابندی کے بغیر چلتے ہیں اور اس کے قواعد اور شرائط اور آداب کا خیال نہ رکھے تو اتنے عظیم کام کو بھی اور تحریکوں کی طرح ایک تحریک سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے بڑی قربانی، جدوجہد، آہ و بکا، عاجزی و انکساری پہلی شرط ہے اس کے بعد امیر کی اطاعت اور بڑوں کی نگرانی ضروری ہے تاکہ خواہش نفس سے حفاظت ہو، دشمن کو معاف کرنا، اپنے ساتھ برائی کرنے والے کو معاف کرنا، اغراض دنیا سے اپنے دامن کو چھڑاتے رہنا، مخلوق سے استغنا، اور زہد فی الدنیا کو طلب صادق کے ساتھ اختیار کرنا، حکم کی لائن سے بچتے ہوئے ترغیب سے کام کرانا۔

فقط والسلام

بندہ انعام الحسن غفرلہ

ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوری ص ۲۵۳

اس کام کیلئے نوجوانوں کی قوت عمل اور بوڑھوں کا تجربہ دونوں ضروری ہے

مکرم و محترم جناب ڈاکٹر ظفر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا گرامی نامہ بنانگ سے بھوپال ہوتا ہوا ملا، احوال معلوم ہو کر بے حد مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے' آپ حضرات نے یہ بہت بہتر کیا کہ ایک جماعت ۱۳ افراد پر مشتمل تھائی لینڈ روانہ کر دی اور اپنے ساتھیوں میں سے کچھ آدمیوں کو جوڑ دیا اور بنانگ کے جوڑ کی محنت کیلئے باقی حضرات رک گئے جوڑ کی انتہائی کامیابی سے بہت خوشی ہوئی، اللہ کرے کہ جیسا آپ نے لکھا ہے ویسا ہی ہوا ہو، کارگذاری میں اللہ جان ڈالدے اس بات کی پوری کوشش کریں کہ جس قدر اصولوں کے مطابق کرنے والے اٹھیں گے اور اٹھنے والے اصول پر پڑیں گے اور نیتوں کی صفائی کے ساتھ اور کام میں یکسوئی کی صفت کے ساتھ اعتدال میں رہ کر منہمک ہوں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمتوں کے شیوع اور ہموم وغموم کے دور ہونے کی صورتیں پیدا ہوں گی ابواب ہدایت کے کھلنے اور ابواب ضلالت کے بند ہونے کی شکلیں ظاہر ہونگی، درحقیقت یہ مبارک کام آسان بھی ہے حد سے اور دشوار بھی ہے سہل بھی ہے نازک بھی ہے۔ معمولی سے معمولی مسلمان کے لئے کرنا آسان ہے بڑے سے بڑے فاضل کے لئے اس میں لگنا مشکل بھی ہے یہ راستہ دعاؤں سے کھلتا ہے آہ وزاری دل کی نرمی اور جگر کے سوز اور جان کی کھپت اور مال کے خرچ اور رضاء الٰہی کی طلب سے بہت ہی زیادہ قرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور لاکھوں انسانوں کو سیدھی راہ دکھانے کا بہت قریبی اور اعلیٰ سبب بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے، روزانہ کی تعلیم میں تشکیل لازمی تو نہیں ہے جو عوام پر گرانی کا سبب بنے لیکن کبھی کبھی کسی مناسبت سے تشکیل میں کوئی حرج بھی نہیں ہے ہر جگہ جمعرات کا اجتماع قائم نہ کیا جائے بلکہ ہر مسجد میں تعلیم روزانہ کی اور اس میں ہر ہفتہ دوگشت کا اہتمام ضروری ہے اس کی تشکیل ہو تو بہتر ہے یہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ تھائی لینڈ کے جنوبی علاقہ میں کام شروع کیا جہاں لاکھوں ملائی ہیں یہ بات صحیح ہے کہ نوجوانوں میں ابھار اور اٹھان زیادہ ہے اور ہر جگہ نئے اُٹھ رہے ہیں اللہ کرے کہ ان کے اُٹھنے کے بقدر پرانے بھی اُٹھتے رہیں اور تجربہ کار بھی ہوتے رہیں، نوجوانوں کی قوت عمل اور پرانوں اور بوڑھوں کا تجربہ جب کسی کام میں شامل ہو جاتا ہے تو وہ کام صحیح نہج پر ترقی کا رُخ پکڑ جاتا ہے بیان عام طور سے انہیں لوگوں سے کرانا چاہیئے جو اپنے مقصد کو بیان کرتے ہوں اور کسی اور جانب بیان کا رُخ نہ پھیرتے ہوں اس کام کو اس کام ہی کے لئے اور اللہ ہی کے لئے کیا جا سکتا ہے اور اس کام کو کسی اور کام کے لئے اور غیر اللہ کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے اس بات کی بھرپور کوشش کی جائے کہ یہ کام صرف کام ہی کے لئے اور صرف اللہ ہی کے لئے کیا جائے کہ ہدایت کا مدار اور اجر و ثواب کا موقوف علیہ یہی ہے۔ پورے عالم کیلئے ہدایت کی دعاؤں کا بہت ہی اہتمام فرمائیں۔

والسلام

محمد انعام الحسن

دہلی ۲۸ ؍ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ

جب تک انسانوں میں سدھار نہیں ہوگا دنیا میں سدھار نہیں آئے گا

پاکستان کے ویزا کے لئے جب درخواست دی گئی تو وجہ پوچھی گئی اس کے جواب میں حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا لکھا ہوا خط۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹی وصول ہوئی، سفر کا مقصد اعزہ واحباب سے ملاقات اور بعض اعزاء کا بیمار ہونا اور ملاقات کا اشتیاق اور مذہبی اجتماع میں شریک ہونا۔

یہاں بھارت میں بھی چونکہ سفر کی مشکلات اور بار بار آمد و رفت کی سہولت مہیا نہیں ہیں۔ ایک سفر میں کئی چیزیں اور کئی اسباب جمع ہو جاتے ہیں تو سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ نیز دنیا کی زندگی کا وقت بھی بہت تھوڑا ہے ہر انسان کو مرنا ہے موت کے بعد اس دنیا میں جیسا کردار اور جیسے عمل کئے ہوں گے ویسا ہی اس کو بھگتنا ہوگا اس دنیا کی زندگی میں بھی انسان کے ساتھ جو کچھ پیش آتا ہے وہ بھی اس کے اعمال و اخلاق کے مطابق ہی پیش آتا ہے آج پوری دنیا میں جو ایک ہماہمی اور عام اضطراب اور بے چینی اور پریشانی ہے جس سے دنیا کا کوئی خطہ بچا ہوا نہیں، یورپ ہو یا ایشیا، افریقہ ہو یا امریکہ، عرب ہو یا عجم اور انسان کا کوئی طبقہ غریب ہو یا سرمایہ دار، تاجر ہو یا کاشتکار، ہر ایک اس پریشانی میں مبتلا ہے جس کی واحد وجہ انسان کا اپنے اعمال و کردار میں مفلس ہو جانا ہے جس کا واحد علاج انسان کے اخلاق و اعمال کی درستگی ہے۔ یہ جتنا بھی پورے عالم میں بگاڑ ہے یہ انسان کے بگاڑ کی وجہ سے ہے جب تک انسان میں سدھار نہیں ہوگا دنیا میں سدھار نہیں، پورے انسانوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا اور اسی سبق کو یاد دلانا ہم اپنا انسانی فریضہ سمجھتے ہیں اور

اور ہر انسان جس کے اندر انسانیت کا تھوڑا سا بھی شعور ہے وہ اس وقت میں اس پکار کو وقت کی پکار اور اہم ترین ضرورت محسوس کرے گا۔ اس کیلئے نہ کسی دولت کی ضرورت ہے اور نہ کسی حکومت کی ضرورت ہے اس کے لئے صرف ضمیر کی بیداری کی ضرورت ہے اس لئے جہاں تک ہو سکتا ہے اور جہاں تک پہونچایا جا سکتا ہے اس پکار کو پہونچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی ہمارے سفر و حضر کا وظیفہ ہے جہاں جائیں گے جہاں رہیں گے یہ آواز لگائیں گے۔

فقط والسلام

بندہ انعام الحسن غفرلہٗ

ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوریؒ ص ۶۰

حضرت جی ثانی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد

کام کرنے والے احباب کے نام

حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد ھارون صاحب صاحبزادہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا ھدایت نامہ

مدرسہ کاشف العلوم۔ بستی نظام الدین اولیاءؒ۔ نئی دہلی — ذی الحجہ ۸۴ ۱۳ھ

مکرم و محترم بندہ۔ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

خداوند کریم سے اُمید ہے کہ مزاج عالی بعافیت ہوں گے۔ یہ تو جناب کے علم میں آگیا ہوگا کہ حضرت اقدس جناب الحاج مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ لاہور میں مورخہ ۲ اپریل ۶۵ء کو بعد نماز جمعہ معمولی علالت سے رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حضرت اقدس بہت ہی کمالات اور خوبیوں کے حامل تھے اور ہماری بہت سی بیماریوں کے علاج کی صورت تھے۔ ان کا ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا ظاہری طور پر پریشانی کا ہے لیکن حق تعالیٰ شانہٗ پر اعتماد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی محنت ان ظاہری صورتوں کا نعم البدل اور بدل حقیقی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بابرکت اور باعظمت ہستی جن کے وجودِ گرامی سے اُمت کا وجود اور جن کے درد وکرب اور بے چینیوں سے اُمت کا نشوونما اور جن کی گریہ وزاری سے امت کی دارین کی فلاح ونجات اور جن کے چہرہ انور کی زیارت ہزار ہا سال کی عبادت سے زیادہ ترقی دلانے والی تھی، اگر وہ بھی اس دُنیائے فانی سے تشریف لے جادیں اور اُمت ان کی جدائی کے صدمے اور رنج میں مبتلا ہو، اور مصائب میں گھر جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ پر اعتماد اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر دین کیلئے قربانیوں اور محنتوں کا انہماک اور بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر دُعائیں اور اس محنت کا دنیا میں تعدیہ وتبلیغ آپکی ذات عالی کا بدل ہے اور قیامت تک کے لئے یہ سارے جانیوالوں کا بدل اپنے میں لئے ہوئے ہے۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے لطف وکرم اور فضل سے دین کی محنت کے جس عالی کام کی طرف ہم جمیع احباب کی رہبری فرمائی ہے اس میں پوری طرح اُمت محمدیہ مرحومہ کے دارین کے مصائب کا علاج ہے آپ پورے انہماک کے ساتھ سارے مصائب کے علاج کا یقین اس میں کرتے ہوئے اس صورت کے بڑھنے اور اس کی شکل کے وسیع ہونے کے لئے پوری طرح محنت کریں تاکہ اس اُمت کے علاج کے لئے ایمان کی قربانی والی محنت کی فضاؤں میں بہت سے باہمت، بے لوث، نفس کُش، داعی الی اللہ

پیدا ہوں، اور آپ ان کے وجود میں آنے کیلئے بھرپور کوشش کریں اور کرائیں، صدقات، خیرات اور کثرت تلاوت قرآن پاک خصوصاً ذکر و دعا مقامی اور بیرونی گشت روزانہ کی تعلیم و تسبیحات کے ذریعہ بھی ایصال ثواب کی صورتیں اختیار کی جائیں، حضرت جی کی آخری تمنا یہ تھی کہ جو شخص دین کا درد و فکر رکھتا ہو وہ مدنی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح تنہائی جان و مال اس دینی محنت کے زندہ کرنے کیلئے خرچ کرنے والا بن جائے، اس تمنا کو پورا کرنے کا وقت ہے۔

فقط والسلام

بندہ محمد انعام الحسن غفرلہ۔ محمد ہارون غفرلہ

ماخوذ از سوانح حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب صفحہ ۶۶۵

اس کام کی بنیاد میں یہ ہے کہ ہر آدمی اپنی جان و مال کی قربانی سے چلے

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی جانب سے رنگون کے مولانا محمد صالح صاحب اور ان کے ساتھیوں کے سوالات کے جوابات میں لکھا ہوا تفصیلی خط

مکرمین و محترمین بندہ محمد صالح صاحب و کڑوا صاحب و دیگر فکرمند دینی جدوجہد کرنے والے حضرات۔ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ! ہم سب خیریت سے ہیں آپ حضرات کو بھی اللہ خیر و عافیت کے ساتھ دعوت کی محنت میں لگے رہنے کیلئے قبول فرمائے رنگون کے ہوائی اڈہ پر آپ حضرات کی باتیں پوچھنا چاہتے تھے لیکن ہجوم کی وجہ سے پوچھ نہ سکے آپ کے چار پانچ ساتھی جو

اس وقت فکر سے پوچھ رہے تھے ہمارے ایک ساتھی نے وہ ساری باتیں لکھ کر آپ کو بھی دکھا دیں تاکہ اس کا جواب بھیجا جا سکے، لہٰذا ان ساری باتوں کا مشترک جواب مندرجہ ذیل ہے۔

اس کام کی بنیاد یہ ہے کہ ہر آدمی جانی مالی قربانی سے چلے ایک آدمی شروع میں قربانی سے اٹھتا ہے اس میں اخلاص اور توکل کی صفات بڑھتی جا رہی ہیں اب اس پر کسی نے مال اس طرح خرچ کرنا شروع کیا کہ اس میں سے وہ صفات نکل کر اشراف اور سوال کی خرابی میں مبتلا ہو گیا، جب بھی اس کی تشکیل ہو تو بجائے دُعا کے الحاح وزاری کے، لوگوں کی طرف اس کا خیال جانے لگا، یہ اس کی یقین واخلاص و توکل کی مایہ تھوڑا سا مال دے کر ختم کر دی، یہ اس کے ساتھ ہمدردی نہ ہوئی۔

تقریر، تشکیل، تعلیم سارے کام بے جان ہو جاتے ہیں اور اس انداز کے آدمی کے ہاتھوں کام بھی اس غلط یقین کی بنیاد پر اُٹھتا ہے تو ہر کام کرنے والے کا ذہن یہی بنتا ہے مالداروں کی ترغیب دینی پڑتی ہے۔ شروع میں خوش دلی سے مال لگاتے ہیں لیکن جب بار بار یہی معاملہ ہوتا ہے تو غیر محسوس طریقے پر ان کی طبیعت کام سے ہٹنے لگتی ہے دینے والے اور لینے والے دونوں اپنی نہج سے ہٹ جاتے ہیں کام کی ساخت ایسی ڈالی جاوے کہ ہر آدمی اپنے کاروبار اور گھریلو مشاغل سے سالانہ چار ماہ یا کم و بیش وقت فارغ کر کے اپنی جان و مال سے باری باری نکلتا رہے اس میں تھوڑی دِقت ہو گی لیکن کام کا نہج صحیح رہے گا، اس ذہن کے بننے کے بعد بلا طلب کوئی آدمی جو خود بھی جان لگا رہا ہو، وہ خود ہی اگر کسی مناسب موقع پر مال لگا دے تو اس میں گنجائش نکل سکتی ہے اور اچانک بغیر کسی خیال کے کبھی کبھار کسی کم خرچے والے کو بہت حکمت سے دینے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

اس ساری بات سے معلوم ہوا کہ مالیات کا معاملہ بہت نازک ہے جانی مالی قربانی کے بغیر قابو میں نہیں آتا، اس لئے ہفتہ واری اجتماع والی مسجد میں کچھ آدمی مستقل ڈالنے کے بارے میں آپ نے پوچھا تھا کہ آنے والی جماعتوں کو سنبھال سکیں، اس کے بجائے کام

کرنے والے حضرات باری باری ایک دو گھنٹہ اس مسجد میں گزارنے کی عادت ڈالیں، ایک گھر کے آدمی باری باری اس میں جُڑیں، ایک دن ایک آدمی، دوسرے دن دوسرا آدمی، دن یا گھنٹوں کے اعتبار سے جڑتے رہیں تو انشاءاللہ ۲۴ گھنٹے وہ مسجد آباد رہے گی.
اگر کچھ کام نہ ہو تو تعلیم کریں ورنہ آنے یا جانے والی جماعتوں میں لگیں، روزانہ مشورہ کے لئے جمع ہونے والے حضرات بھی وہیں پر جُڑیں، ہر آدمی پھر اپنا فارغ وقت وہیں گزارے گا۔ زیادہ آدمی جمع ہوں تو محلّوں کی مساجد میں مقامی کام چالو کرنے کے لئے بھی جایا جا سکتا ہے تشکیل کر کے تین دن، دس دن چلّہ کی جماعتیں بنا کر لا سکتے ہیں ہدایت دے کر روانہ کیا جا سکتا ہے وقت پورا کر کے آنے والی جماعتوں کو مقامی کام ذمّہ کیا جا سکتا ہے بولیمن، ورمانڈلے وغیرہ کے علاقوں کے لئے مشورہ کی جماعت ہو جو دس آدمیوں کی جائے

تاکہ یہ جماعت فکر سے کام کرے اور آپ حضرات سے پوچھ پوچھ کر کرے . بلکہ رنگون میں بھی مولانا صالح صاحب کے ساتھ بھی مشورہ کی جماعت ہو تو اس سے مولانا کا بوجھ ہلکا ہو گا کیونکہ ہم احباب سے واقف نہیں ہیں۔ البتہ ایرپورٹ پر چند فکر مند حضرات نے یہ سارے احوال پوچھے جن میں مولانا صالح صاحب کرٹوا صاحب اور عبدالعزیز صاحب اور بھی دو حضرات تھے . یہ حضرات اپنی اپنی رائے لکھیں کہ مولانا صالح صاحب کے مشورہ کی جماعت کے تین چار ساتھی کون ہوں اور کس وجہ سے ہوں، اگر سب کی رائے ایک خط میں آجاویں تو ہم یہاں آپ حضرات کی رائے پر غور کر کے مولانا کے مشورہ کے ساتھی اپنے اعتبار سے لکھ بھیجیں گے اس میں مولانا صالح صاحب بھی تین چار احباب کے نام لکھیں تاکہ ہمیں آسانی رہے، یوں تو مشورہ میں سارے ہی پرانوں کو بٹھانے کی عادت ڈالنی ہے لیکن ہر وقت مسائل آتے رہتے ہیں تو چار، پانچ ساتھیوں کا جڑ کر سوچ لینا آسان ہوتا ہے سب کو ایک آدھ مرتبہ ہفتہ میں مشورہ میں جوڑنا آسان ہے ہر وقت مشکل ہے اگر مشورہ کی جماعت بن جائے گی تو سب کی اجتماعی فکروں سے مولانا کے لئے سہولت ہو گی .

پھر بھی کوئی بات آپس کے مشورہ میں طے نہ ہو سکے اور انشراح نہ ہو سکے تو نظام الدین لکھ کر پوچھ لیں تو انشاء اللہ جواب دیا جائے گا۔ اگر کسی مسجد میں متولی بیان کرنے کو منع کرے، اس کا خطرہ ہو تو بھی ان کو حکمت سے دعوت دی جائے بجائے بیان کی اجازت کرنے کے دین کی دعوت دیں اگر وہ اُسے قبول کرلے تو ایسے میں اجازت ہوگئی اور اگر وہ بالکل روکدے تو پھر ضد نہ کرے بلکہ دوسری مسجد میں کام کرے، مرکز میں آزادی سے کام کرنے کا موقع نہیں ملتا، اس لئے نئی مسجد بنانے کا لکھا ہے اس میں ہماری رائے یہ ہے کہ پھر اس میں وہی مالیات والی لائن آجائے گی۔ اس لئے جب تک انفاق قابو میں نہ آوے یعنی کسی سے مال لینا ہو یہ قابو میں نہ آوے اس وقت تک اس قسم کی بات نہ سوچیں، جو مسجد ہے اسی میں کام کریں۔

تعلیم : وسمو لیا بی یوں مختلف کام آویں گے اس کے علاوہ مشورہ کرنے والے مشورہ کرنے سے پہلے تھوڑی تعلیم بھی کرلیا کریں تا کہ ناغہ نہ ہو جائے تھوڑی دیر ہی ہو۔ ریل میں اذان زور سے دینے کے بارے میں کوئی کلیہ نہیں ہے۔ بعض مرتبہ زور سے اذان دینے سے دینی فضا بنتی ہے وہاں زور سے دیں، اور بعض مرتبہ صبح کے وقت لوگ اگر نیند میں ہوں اس موقع پر زور سے اذان دینے سے اغیار کی نیند میں خلل پڑ کر وحشت کا سبب ہوتا ہے اس موقع پر آہستہ اذان دے، موقع محل کو دیکھ کر زور سے یا آہستہ دے، ہمارے کام کرنے والے حضرات بجائے متولی یا صدر بننے کے یکسوئی میں اپنی دینی محنت کے کام میں لگے رہیں یہ زیادہ مفید ہے۔ صدارت وغیرہ کے لئے اور لوگ ہیں۔ ہمیں یکسوئی سے اپنے کام میں لگے رہنا ہے باطل فرقوں کے رد میں کسی تحریر پر کوئی دستخط لینے آوے تو دستخط لینے آنے والوں کو اپنی مصلحت سمجھا کر اور ان کا خوب ذہن بنا کر اُن کو منشرح کریں تا کہ آپ کو دستخط نہ کرنے پڑیں، یہ اُن کو سمجھا دیا جائے۔ بعض مجمعوں میں اگر کسی ناجائز کام پر مجبور کیا جائے تو ایسے موقعوں پر د د

باتوں کا خیال رکھا جائے، ایک تو یہ کہ امر الٰہی نہ ٹوٹے یہ بھی غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی قسم کا فساد یا اختلاف برپا نہ ہو اور پورا کرنے میں فساد برپا ہو گیا تو یہ بھی غلط ہے اور اختلاف اور فساد بچانے کے لئے امر الٰہی ٹوٹے یہ بھی غلط ہے۔ اب بیچ کی راہ اس موقعہ پر خوب کڑھن اور فکر سے اللہ تعالیٰ نکالتے ہیں جو معین کرکے نہیں بتائی جا سکتی، اگر کوئی آدمی کسی خاص علاقہ میں جماعت میں جانا چاہے تو وجہ تحقیق فرماویں اگر اخلاص ہو اور کام کا تقاضہ ہو تو بھیجنے میں حرج نہیں ورنہ دوسری جگہ بھیجیں، پہلے حکمت سے ذہن بنا کر منشرح کریں، نمایاں کام میں مثلاً تقریر یا تعلیم وغیرہ میں شریعت کے ظاہری امور کے پابند کو اپنی طرف سے لایا جائے یعنی ایسا آدمی ہو جس کی ظاہری وضع قطع شریعت کے مطابق ہو حتی الوسع اس قسم کے آدمی سامنے آئیں جماعت کام کرکے واپس ہو تو اسے ترغیب دیں کہ بجائے سیدھے گھر جانے کے مسجد میں آکر کارگذاری سنا کر جاویں یہ ترغیب دیں اصرار نہ کریں، آپ کے بعض احباب نے پوچھا کہ تقریر لمبی ہوتی ہے تشکیل کا وقت کم رہتا ہے جواباً عرض ہے کہ تشکیل تو جم کر ہونی چاہیئے چاہے عشاء کے بعد تقریر کی تکمیل ہو لیکن تشکیل جم کر ہو جماعت میں کام کرکے واپس ہونے والوں کو پہلے سے ترغیب دی جاوے کہ واپسی پر مرکزی مسجد یا اپنی مسجد میں آکر کارگزاری سنا کر پھر گھر جائیں اس کی ترغیب دیں اس پر سختی نہ کرے ہوائی اڈہ پر جتنی باتیں پوچھی تھیں ہمارے ساتھی نے لکھ لی تھیں۔ اس میں ہر چیز کا جواب الحمد للہ ہو گیا، مزید پوچھنا ہو تو لکھ بھیجیں، انشاء اللہ جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

مولانا صالح صاحب کے ساتھ مشورہ کے تین چار احباب کون ہوں آپ اپنی رائے لکھیں تاکہ اس کا ہم جواب دے سکیں اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی بھرپور مدد فرماوے اور دین کی محنت کے لئے قبول فرماوے، احباب کو ہمارا سلام عرض کریں۔ والسلام

بندہ محمد انعام الحسن غفرلہ۔ اخو زاہد کا بی یوسف بھائی پالنپوری ۲۳۔

اللہ کے راستہ کی محنت ایمان و عمل اور اسکی محنت کے وجود میں آنے کا بیج ہے

پاکستان کے حاجی بشیر احمد صاحب کے انتقال پر عمان اردن میں کام کرنیوالی جماعت کے نام۔

مکرمین و محترمین بندہ جناب سلیمان صاحب و مولوی ولی صاحب بو فقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ من القول والعمل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
اُمید ہے کہ آپ معہ اپنے رفقا کے بعافیت ہوں گے۔ دونوں کے خطوط ملے، کارگذاری سنکر مسرت ہوئی اللہ رب العزت آپ کی محنت و قربانی کو قبول فرما کر ترقیات سے نوازیں اور استقامت کی توفیق نصیب فرمادیں۔
حاجی بشیر احمد (مرحوم) اللہ رب العزت اُنکی مغفرت فرما کر اعلیٰ درجات عطا فرمائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بہت عجیب انسان تھے۔ اس زمانے میں ایسے لوگ نایاب ہی ہوتے جارہے ہیں۔ اپنے عمل سے زندہ رہنے والوں کو پکار کر فرما گئے کہ اے زندہ رہنے والو! آدمی اس طرح سے جاتا ہے۔ جس طرح میں جارہا ہوں تم بھی ایسی موت کی طلب میں "ملک در ملک ایمان و عمل لیکر پھرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے، موت کا وقت اللہ کے علم میں مقرر ہے اور خود انسان اس سے جاہل ہے۔ ایسے حال میں عقلمند یہ سوچا کرتا ہے کہ ہر وقت تیاری میں لگا رہوں پتہ نہیں کب چلنا پڑے۔
لیکن آہ، آج کا انسان اس کو سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں، مٹنے والی دھوکہ باز دنیا کے پھندے گلے میں، اس کی محبت کے کانٹے اپنے قلوب میں ڈال کر اپنی قیمتی جان اور عقل جیسی مایہ کو ضائع کر رہا ہے۔

تبلیغ کے ذریعہ ہوش میں آنا اور دوسروں کو لانے کی کوشش کرنا ہی مقصود ہے۔
آپ حضرات عملاً اس کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ جب اللہ کے راستے میں نکل نکل کر مرنے کا شوق کام کرنے والوں میں آئے گا۔ تو پھر یہ دنیا والے کھنچ کھنچ کر آئیں گے۔

یہ موت ایمان وعمل اور اس کی محنت کے وجود میں آنے کا بیج ہے۔

چاہیے چلہ لگاؤ یا تین چلّے، یہاں اس کی بحث نہیں بلکہ اپنے جذبۂ شوق، اُمیدوں اور تمناؤں کو صحابہؓ کے نقشے پر لانے کی دُعا کرنے پر تو ہم آجائیں یہی سوچنا ہے۔ اسی کو دل کے گوشوں تک پہنچانا ہے۔

آپ حضرات کی قربانیوں اور محنتوں سے دل خوش ہو رہا ہے، لیکن استقامت، استقامت ہی کسی چیز کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ حالات آئیں گے اور بدل جائیں گے خوشی کے بھی اور غمی کے بھی، لیکن کام کرنے والے کرتے رہیں، وہ دنیا والوں کو دیکھ کر متاثر نہ ہوں، وہ دُنیا والوں کی طرح نہ بدلیں، بھائی ہو کوئی بھی ہو غیر ذات سے کام نہیں بنتا، بلکہ اللہ کی قدرت سے کام بنتا ہے اور قدرت کا استعمال ایمان، یقین، اعمال اور دعوت کی صحت پر ہوتا ہے۔ دن میں انسانوں پر محنت، رات میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں الحاح وزاری والی دعاؤں کا اہتمام اللہ کو محبوب ہے۔ آپس کی خدمت، ایک دوسرے کا اکرام اپنی ترقیات کا ذریعہ ہیں۔ اخلاص سب کی روح ہے۔

فقط والسلام

از بندہ انعام الحسن

۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ، مطابق ۱۱ مئی ۱۹۶۸ء

مُبارک ہیں وہ بندے جن کو موت خدا کی راہ میں آوے

مکرم ومحترم بندہ ! وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرحوم کے انتقال کے حادثہ کی خبر معلوم ہو کر انتہائی قلق ہوا، مرحوم کو قریب سے حجاز میں دیکھنے کا موقع ملا تھا، حق تعالیٰ نے خدمت کی اور محنت کی صفت سے نواز رکھا تھا ہمارے اور پسماندگان کے لئے تو بیشک رنج کی چیز ہے مگر مرحوم کے لئے شادمانی ہے کہ اللہ کے راستہ میں وطن سے دور یہ وقت آیا ہر ایک کے لئے یہ وقت مقدر ہے اور مقرر ہے مبارک ہیں وہ بندے کہ جن کا وقت خدا کی راہ میں آوے پسماندگان کے لئے بھی اس کے سوا چارا نہیں کہ تقدیر پر راضی رہے کیونکہ تقدیر تو ہو کر رہتی ہے اُس پر راضی رہنے والوں کو اجر ملتا ہے اور اگر راضی نہیں ہوتا ہے تو تقدیر تو واقع ہو کر رہتی ہے اور وہ گنہگار ہوتا ہے اللہ جل شانہٗ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل نصیب فرماویں اور بہترین تربیت فرمادیں، اصل مربی تو حق تعالیٰ شانہٗ ہی ہے مرحوم کی حیات میں بھی وہی مربی تھے ہم اپنی کوتاہی کی بنا پر اسباب ہی میں الجھ جاتے ہیں طرف سے ان کے لواحقین کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر کے یہ تعزیت نامہ سُنا دیں اور یہ فرمادیں عظم اللہ اجرکم ومغفرتکم وخلفکم

اور بھائی افضل تمہارا خیال آتا ہے کہ پیا پے حوادثات اور مختلف قسم کی پریشانیاں مسلسل ہو رہی ہیں لیکن یہی خیال ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ تمھیں نوازنا چاہتے ہیں کیونکہ اسکی راہ میں آلام کو انعام سے بڑتری آ اس کا انتظار رہے گا کہ جنازہ کب اتارا گیا اور کیا گذری اللہ جل شانہٗ مدد فرمائیں۔ فقط والسلام

بندہ محمد انعام الحسن غفرلہٗ، اگست ۱۳ ۱۹۷۵ء، ماخوذ از کتابچہ یوسف بھائی پالنپوری ص ۲۵۸

مولانا ہارون صاحبؒ کی وفات پر حضرت شیخؒ کے نام ایک خط

مکتوب گرامی حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ۔ بنام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

مخدوم و مکرم، معظم محترم مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے پہلے مختلف عرائض عزیز ہارون کی بیماری کے متعلق تحریر کئے گئے، پرسوں بھی مفصل کیفیت یونس سلیم کے ہمراہ بھیجنے کے لئے تحریر کی تھی کہ وہ چہارشنبہ کو یہاں سے بمبئی اور جمعہ کو مکہ مکرمہ حاضر ہونے والے تھے لیکن اپنی اہلیہ کی بیماری کی بنا پر اُن کا سفر ملتوی ہوگیا اور آج جمعہ ۲۸ ستمبر کو ساڑھے گیارہ بجے لختِ جگر عزیز ہارون ہم سے رخصت ہوگیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا۔ کل جمعرات کو مولوی منور بہار نپور گئے وہاں جا کر حالات کی تشویشناکی کا ذکر کیا جس سے رات کو مولوی طلحہ و حکیم الیاس تشریف لائے، کاندھلہ سے مولوی افتخار پیر کے روز آگئے تھے۔ اباجی کی قبر کے برابر مغرب کے بعد سات بجے تدفین ہوئی، والدہ زبیر اور اس کی خالہ کو دورہ پڑا، والدہ سعد ایک سکتہ کے عالم میں ہے۔ ہم سب بہت دعاؤں کے محتاج ہیں۔ کل جمعرات کی شام کو اسی بے حواسی کے عالم میں زور سے چلا کر کہا "جی"۔ دریافت کرنے پر بتایا "بلا رہے"۔ پوچھا "کون"؟ تو بتایا۔ "اباجی" یہ کل جمعرات کو پیش آیا ورنہ عام طور پر جناب کو بندہ یاد کرتا تھا۔ فقط والسلام

محمد انعام الحسن غفرلہٗ، ۲۹ ستمبر ۷۳ء حضرت نظام الدین دہلی

ماخوذ از۔ حضرت شیخؒ کی تین (مرحومہ) صاحبزادیاں ص ۱۶

بعض حضرات کا دُنیا سے جانا پوری اُمت کا نقصان شمار ہوتا ہے

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کے انتقال پر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا تعزیتی خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ریڈیو پاکستان کے نشریے سے اس جانکاہ حادثہ کی اطلاع ملی کہ حضرت الحاج مولانا محمد ادریسؒ کا انتقال ہوگیا، یوں تو اس دار فانی سے اپنے اپنے وقت پر سبھی کو جانا ہے مگر بعض حضرات کا جانا سارے عالم اور پوری اُمت کا نقصان شمار ہوتا ہے انہی نفوس مبارک میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔

ماخوذ از، تذکرہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ ص ۲۲۱

ڈاکٹر محمد خالد صاحب صدیقی کے اہلیہ مرحومہ کے انتقال پر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کا تعزیتی خط

مکرم ومحترم ڈاکٹر محمد خالد صدیقی۔ تو اکم اللہ دعائکم ورزقکم جزیل الصبر والاُجر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل یکم اپریل کو حیدر آباد میں سانحہ کا علم ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ مرحومہ کی مغفرت فرمادے اور بلند درجات نصیب فرمائے بہت تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کی ہیں، لیکن یہ تکالیف اور مصائب اب کام آرہے ہوں گے مصائب والوں کو جب مصائب پر خدا کے انعامات ہوں گے تو عافیت

والے یہ تمنا کریں گے کہ کاش ان کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جائیں لیکن ہم ضعیف ہیں اس لئے مصائب کو مانگنا تو نہیں چاہیئے، اللہ سے عفو و عافیت ہی مانگتے رہنا چاہیئے لیکن اگر مصائب آجائیں تو ان پر پامردی سے صبر کرنا چاہیئے، مرحومہ کے جانے سے گھر کی جو ذمہ داریاں تھیں ان کی وجہ سے یقیناً تمہیں فکر ہو گا کیونکہ گھر کی عورت کو عربی میں "ربۃ البیت" کہا جاتا ہے۔ گھریلو اور خانگی تمام ذمہ داریاں اسی کے اوپر ہوتی ہیں۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ تمہاری مدد فرمائے اور بہترین صورتیں پیدا فرمادے۔

خدا کی تقدیر پر راضی رہنا ہی بندہ کا کام ہے، یہی رضا بالقضاء ہے۔ آدمی خدا کی تقدیر پر راضی رہتا ہے تو اجر ملتا ہے اور اگر راضی نہیں ہوتا ہے تو تقدیر تو جاری ہو کر رہتی ہے لیکن ثواب سے محروم ہی ہو جاتا ہے اس لئے کہا گیا ہے "اَلْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابُ"۔ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے اور جس کو مصیبت پر خدا کی طرف سے ثواب کی اُمید ہو وہ مصیبت زدہ نہیں ہے اور حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ مسلمانوں کو اپنی مصیبتوں پر میری مصیبتوں سے تسلی حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ مسلمان کے لئے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصیبت ہی سب سے بڑی مصیبت ہے۔

احد کے واقعہ میں جب ایک عورت کے خاوند و بھائی کے شہید ہونے کی خبر ملی تو وہ یہی دریافت کرتی رہی کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے ہیں؟ جب بتایا گیا اور اس نے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تو بے اختیار یہ کہا ــ کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ ــ آپ کے بعد ہر مصیبت بہت تھوڑی ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی جب پہلی اہلیہ کا انتقال ہوا تو تین لڑکیاں

غیر شادی شدہ تھیں اور ایک چھوٹی تھی۔ اس کے بارے میں شیخ ہی نے فرمایا کہ جب میں اپنے تصنیف کے کمرہ میں اپنی تصنیف میں مشغول ہوتا ہوں اور اس کے رونے کی آواز آتی ہے تو چلتے چلتے قلم رک جاتا ہے لیکن اللہ جل شانہ عم نوالہ ہی کارساز ہیں وہی تمہاری ذمہ داریوں کو پورا فرما دیں گے۔

صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کو بھی یہ مضمون سنا دیں بلکہ سمجھا دیں اور صبر کیلئے اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اللہ کے دین کے عمل میں مشغول ہونا یہی معین ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا "وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللهِ"۔ اور قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا، "اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"۔

آج صبح ۹ بجے ناگپور پہنچ گئے، وہاں پر ہی یہ خط لکھایا گیا ہے کہ معلوم نہیں پھر موقع ملے نہ ملے، حیدرآباد میں بندہ کی طبیعت ناساز ہو گئی تھی۔ ڈاکٹروں نے بولنے کو منع کر دیا تھا دعا کے لئے صرف ۱۵ منٹ ہی اجازت دی تھی جس میں ۷ منٹ بات ہوئی اور ۱۱ منٹ دعا ہوئی یہاں ناگپور میں بھی کوئی ذمہ داری آج میرے اوپر نہیں ہے اس لئے موقع غنیمت جان کر یہ تحریر کرا دیا گیا۔

بس بچوں کو دعوات ـــــ اور ان سے کہہ دیں کہ دنیا کے اندر ماں باپ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے اس کا بدل اگر ہے تو صرف خدائے پاک کا تعلق ہی ہے یہی ان کا نعم البدل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اپنی امی کو پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہیں جس سے تمھیں تسلی ہوگی اور جانے والی کو اس کا اجر ملے گا

فقط والسلام

بقلم محمد غزالی (حضرت جی حضرت مولانا محمد انعام الحسن (دامت برکاتہم)

وارد حال ناگپور ۲ اپریل ۹۴ء

رمضان میں تھوڑی سی محنت کرلینا بہت بڑے نتیجہ کی امید دلاتا ہے

بستی حضرت نظام الدینؒ سے ملک کے مرکزی مقامات پر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ کی جانب سے لکھا ہوا خط حجاج میں کام کرنے کی ترغیب

مکرمی بندہ ۔ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حق تعالیٰ شانہ نے ہر انسان کو ہمیشہ کی کامیابی دینے کے لئے اس دنیا میں اپنی استطاعت کے اعتبار سے محنت وجدوجہد میں لگنے کا مکلف بنایا ہے اور وہ محنت پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عملی طور پر سمجھائی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سالہ محنت فرما کر اپنے صحابہؓ کو وہ محنت سکھلا کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے نمونہ چھوڑا ہے اس محنت دعوت کو صحیح جذبہ اور صحیح جذبہ اور صحیح طریقہ سے جو کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی امن وامان، سکون، چین و اطمینان کی زندگی بسر کرتے ہیں اور موت کے بعد تو ہمیشہ کے لئے اللہ کے لامتناہی انعامات واکرامات حاصل کر لیتے ہیں دعوت کی یہ عالی محنت بعض زمانوں، بعض مکانات اور بعض احوال کے اعتبار سے اپنے اجر و ثواب کو بے حد بڑھا دیتی ہے جیسا کہ اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ چل رہا ہے جس میں گھر بیٹھے نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے پھر اللہ کی راہ میں نکل کر ان نوافل و فرائض کے زندہ کرنے کی محنت میں لگنا کس قدر اجر و ثواب کو بڑھا دے گا۔ اسی ماہ مبارک میں جبکہ حق تعالیٰ کی طرف سے روزانہ دس لاکھ انسانوں کی جہنم سے رہائی ہوتی ہے

اور فرشتے بھی انسانوں کی مغفرت کے اسباب میں لگے ہوں، دعاؤں کی استجابت کا وعدہ ہو اور اسباب ہدایت بھی موجود ہو اس میں تھوڑی سی محنت کر لینا بہت بڑے نتیجہ کی اُمید دلاتا ہے اس کے بعد حج کا موسم شروع ہو رہا ہے جو مکان کے اعتبار سے محنت کی قیمت کو لاکھوں گنا بڑھا دیتا ہے اس موقع پر اپنے علاقہ کے حجاج پر محنت کر کے دعوت کے ماحول میں کچھ وقت گزروایا جائے اور پرانے کام کرنے والے احباب بمبئی پہونچ کر پورے ملک سے آنے والے حجاج پر محنت کریں پھر وہ حجاج کرام حرمین شریفین کے عالمی مرکز پر پہونچ کر عالم سے آنے والے حجاج پر محنت کریں تو ان کی محنت کا نتیجہ پورے عالم پر رشد و ہدایت کے اعتبار سے پڑے گا۔ انشاء اللہ، پرانے کام کرنے والے احباب کو بمبئی بھیجا جائے۔ والسلام

بندہ محمد انعام الحسن غفرلہٗ، ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوری ص ۲۶

حج کو جانے والوں میں اور رمضان المبارک میں کام کی ترغیب و اہمیت

رمضان المبارک کی اہمیت اور اس ماہ مبارک میں دعوت کی محنت کی ضرورت کی ترغیب میں

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کی جانب سے لکھا ہوا مکتوب گرامی

مکرمین و محترمین بندہ، دفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اُمید ہے کہ آپ حضرات خیر و عافیت سے ہوں گے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہماری طرف آیا ہے اور چلا جائے گا ایسے ہی ہم میں سے ہر شخص جو بھی دنیا

آیا وہ ایک دن اپنے کریم کی طرف چلا جائے گا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ اس گھڑی کے آنے سے پہلے پہلے تیاری میں لگ جائیں جیسا کہ سعادت مند دل نے ماہِ مبارک کا چاند دیکھتے ہی محنت میں اپنے آپ کو لگایا پھر حق تعالیٰ شانہ نے ان کے لئے عید کا دن خوشی کا دن بنایا، ایسے ہی جن خوش نصیبوں نے دُنیا کی اس مختصر سی زندگی کی قدر کرتے ہوئے آخرت کی تیاری کی محنت میں اپنے آپ کو لگایا ہوگا ان کے لئے عید کی خوشی سے بھی لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ خوشی کا دن موت کے دن سے شروع ہوگا۔ پھر وہ خوشی کبھی غم سے نہیں بدلے گی وہ سعادت مند اور خوش نصیب بندے جنھوں نے دنیا کی چھوٹی سی زندگی میں محنت کرلی ہوگی وہ موت کے دن اپنے ربِ کریم کی ملاقات کی گھڑیوں کو دیکھ کر خوشیاں مناکر قبر میں ایک نیند سے دُنیا کی محنت کی ساری تھکن اتار کر حشر میں رب العالمین کے ناشتہ کی دعوت کھا کر حوضِ کوثر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور والے ہاتھوں جامِ کوثر لیکر مشک کے ٹیلوں پر پھر عرشِ الٰہی کے سایہ میں ٹھہر کر اعزاز و اکرام کے ساتھ ان مقربین کو ہمیشہ ہمیشہ کی خوشیاں منانے اور خدا کی لامحدود نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے جنتوں میں پہونچا دیئے جائیں گے لہٰذا دنیا کی اس چند روزہ زندگی میں انسان کا اصلی کام اللہ رب العالمین کا مکرم اور مقرب بندہ بننے کی محنت ہے۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور مقرب کون ہے؟ جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہی ہر چھوٹی بڑی معصیت سے بچنے والے ہوتے ہیں اور ہر نیکی میں رغبت کرنے والے ہوتے ہیں انھیں کو قرآن کریم کی اصطلاح میں سچے اور متقی کہا گیا ہے رمضان المبارک کا مہینہ بھی حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں اس لئے عطا فرمایا تھا کہ ہم متقی بن جاتے، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ

عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ اور اس تقویٰ کی صفت پر خوش ہو کر
نشانہ نے الجھی ہوئی گتھیوں کے سلجھانے اور گمان نہ ہو ایسی جگہ سے رزق دینے
اور انسانی تمام حاجات کو اس عالم میں پورا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور آخرت
کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں لامتناہی نعمتوں کا ہمیشہ ہمیش کے لئے مالک بنا دینے
کی بشارت سنائی ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دولت کے حصول میں
پورے سال اور پوری زندگی لگے رہیں، تقویٰ کے حصول کے لئے تین لائن کی محنت
کو ضروری قرار دیا گیا ہے اوّل اپنے ایمان اور یقین کی لائن کو درست کرنا، دوم
اپنے ذاتی استعمال کو ٹھیک کرنا یعنی جسم انسانی کا ہر عمل حکم الٰہی کے مطابق ہو رہا ہو،
سوم اپنے مال کی آمد و خرچ کی لائن کو ٹھیک کرنا۔ دہ زمانے اور مکانات اور
احوال سے انسانی گذرتا رہتا ہے جیسا کہ اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ دینی
محنت کے اجر و ثواب کو بے حد و بے حساب بنا دیتا ہے۔ جس میں گھر میں بیٹھے ہوئے
بھی نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے تو پھر اللہ
کی راہ میں نکل کر ان نوافل و فرائض کے دنیا میں زندہ کرنے اور رواج دینے پر کس قدر
ثواب بڑھ جاتا ہے اس کا قیاس کرنا بھی مشکل ہے۔ گویا کہ رمضان المبارک کے اعمال
انفرادی، نماز، روزہ، ذکر قرآن، خیر خیرات کے ساتھ اعمال اجتماعی انسان کو اس قدر
ترقیات پر لے جاتے ہیں کہ جن کو کوئی حد نہیں، جن ترقیات پر صحابہؓ پہونچے، یہ اس کا
راستہ ہے۔ اس کے بعد حج کے مبارک مہینے شروع ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے
گھر کی زیارت کے مہینے ہیں جو زیارت انسان پر مالدار ہونے کی وجہ سے فرض ہو جاتی
ان مہینوں میں انسانوں کے اعمال اجر و ثواب میں ترقی کرتے ہیں آج جبکہ اعمال
انفرادی و اجتماعی سب ٹوٹے ہوئے ہیں اور اکثر طبقات اُمت سے نکلے ہوئے ہیں
اور خواص میں بھی اپنی پوری کیفیات کے ساتھ نہ چل رہے ہوں۔ ان مبارک مہینوں میں

اللہ کی راہ میں نکل کر ایسی محنت کرنا کہ جس سے قیامت تک ان کے رواج پانے کی محنت زندہ ہو جائے اور دعوت رواج پا جائے، خاتم الانبیاء، سید البشر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقصد کو انسانوں میں سمجھانا ہے آج زیادہ سے زیادہ صرف اتنی بات سمجھ میں آتی ہے کہ اعمال نبوی ہمارے اندر آجائیں یہ بات تو پہلے انبیاء کی سنت تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ختم نبوت والی محنت کو عالم میں رواج دے کر قیامت تک کے لئے آپؐ کی نبوت کا ثبوت دینا ہے اس کے ثواب کو وہ لوگ نہیں پہونچ سکتے جو صرف اعمال کو انسانوں میں لانے کی محنت کرتے ہیں غرض کہ یہ مبارک مہینہ جس میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے روزانہ دس لاکھ انسانوں کی جہنم سے رہائی ہو اور فرشتے بھی انسانوں کی مغفرت کے اسباب میں لگ گئے ہوں اور دعا کی استجابت کا وعدہ ہو اور اسباب ہدایت بھی موجود ہوں تھوڑی سی محنت کر لینا بہت بڑے نتیجہ کی اُمید دلاتا ہے کہ گمراہ اور غفلت شعار دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی ہمیشہ کی کامیابی کی طرف پلٹیں اور پھر اشہر حج میں محنت کر کے اللہ کے بندوں کو اس کے در پہ حاضر ہونے کے لئے رغبت دلائیں اور آدابِ حاضری اور عشق و محبت کے طریقے بتلائیں، یہ محنت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر محبوب ہے کہ اس کو اللہ ہی جانتے ہیں۔

حَبِّبُ اللهَ الَى النَّاسِ يُحْبِبكُمُ اللهُ ؛ حَبِّبُ النَّاسَ الى اللهِ يُحْبِبكُمُ اللهُ

کتنی بڑی نعمت کا وعدہ ہے اور جو بندے اللہ کے گھر پہ جا کر اس محنت کو زندہ کر کے رواج دیں گے اور حرمین کی مرکزی دعوت کو پھر قائم کریں گے تو ان کی محنت کا نتیجہ پورے عالم پہ جو رشد و ہدایت کے اعتبار سے پڑے گا وہ صحابہؓ کی محنت کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ان کے ثواب میں شریک کر دے گا اور ان کے ساتھ قیامت میں حشر کی پوری اُمید دلائے گا۔ لہٰذا اس ماہِ مبارک میں مقامی کام کو جمانے اور بڑھانے کی محنت کے ساتھ بیرونی نقل و حرکت میں نقد جماعتوں کے

نکالنے کی بھرپور سعی کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ۱۸ر رمضان سے ممبئی پہونچ کر پورے ملک سے پہونچنے والے حجاج کرام میں محنت کا بہترین موسم ہے ممبئی حجاج میں پرانے کام کرنے والے احباب پہونچیں اور اپنے علاقہ کے حجاج کو سفر میں نماز باجماعت ذکر، تلاوت، تعلیم کے ماحول میں بھیجنے کا انتظام کیا جائے، ریلوے اسٹیشنوں پر اور بڑے بڑے مقامات پر جہاں سے حجاج گزرتے ہیں وہاں جماعتیں ان حجاج میں محنت کریں اور دینی محنت کی طرف متوجہ کریں اپنے مقام پر بھی محنت بڑھائی جائے اسی میں حجاج پر بھی محنت ہو جائے گی، حق تعالیٰ اس مبارک ماہ کی اور اپنی زادہ کی جد وجہد کی قدردانی نصیب فرمائے۔ فقط والسلام۔ بندہ انعام الحسن

ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوری ص ۲۵۶

بمبئی میں کام کرنیوالی مستورات کی حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کا لکھا ہوا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اُمید ہے کہ خیر و عافیت سے ہوں گے اور ماہ کی مبارک گھڑیوں کو دعوت اور عبادت و دعا کی مشغولی کے ساتھ گزارا جا رہا ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اخلاص کے ساتھ اپنی مرضیات کے کاموں میں لگے رہنے اور آگے بڑھتے رہنے کو نصیب فرما کر دُنیا میں دین کی سرسبزی کا سبب اور دارین میں ترقیات کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر مرد عورت کو ہمیشہ کی کامیابی دینے کے لئے اس دنیا میں اپنی استطاعت کے اعتبار سے محنت اور جدوجہد میں لگنے کا مکلّف بنایا ہے اور وہ محنت پہلے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ عملی طور پر سمجھائی ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳ سال کی محنت کر کے اپنے صحابہ کرام کو وہ محنت سکھلا کر قیامت تک آنے والی انسانیت کے نمونہ چھوڑا ہے اس دعوت کی محنت کو صحیح جذبہ اور صحیح طریقہ سے جو کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی امن وامان، سکون واطمینان وعبدیت کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور موت کے بعد ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی لامتناہی انعامات واکرامات حاصل کرتے ہیں دعوت کی یہ مبارک محنت بعض زمانوں کے اعتبار سے بعض مکانات کے اعتبار سے بعض مکانات کے اعتبار سے بعض احوال کے اعتبار سے اپنے اجر وثواب کو بے حد بڑھا دیتی ہے جیساکہ اس وقت رمضان المبارک کا مبارک مہینہ چل رہا ہے جس میں گھر بیٹھے نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے تو پھر اللہ کی راہ میں نکل کر ان نوافل وفرائض کے زندہ کرنے کی محنت میں لگنا کس قدر اجر وثواب کو بڑھاتا ہوگا، فتح مکہ اور بدر جیسے واقعات اس مبارک ماہ میں ہوئے یعنی اس مبارک ماہ کی محنت وقربانی سے حق تعالیٰ خوش ہو کر ایمان والوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اتارے اور غلط زندگیوں کو خدا نے زمین میں دفن کیا اور حق کی زندگی کو دنیا میں سربلند بھی کیا گویا حق تعالیٰ شانہٗ اپنی اس راہ میں قربانی دینا محبوب ہے اور اسی پر اہل عالم کے لئے رشد وہدایت کے فیصلے ہوتے ہیں لیکن انسان کے دشمن نفس وشیطان اس کو اس پر آنے نہیں دیتے اگر زیادہ سے زیادہ فکر میں بات آتی ہے تو بھی اتنی کہ اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اندر آجائیں یہ بات تو پہلے انبیاءؑ کی سنت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ختم نبوت والی محنت کو عالم میں رواج دے کر قیامت تک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت دینا ہے گویا پورے دین کے پوری دنیا میں قیامت تک کے لئے زندہ ہونے کی محنت میں لگنا یہ آپ کی ختم نبوت کی خصوصیت ہے اور اس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی سے خصوصی امتیاز ہے اسی صفت پر پچھلی امتوں کا سردار بنایا، یہ مبارک

مہینہ جس میں حق تعالیٰ کی طرف سے روزانہ دس لاکھ انسانوں کو جہنم کی آگ سے رہائی ہو، اور فرشتے بھی انسانوں کی مغفرت کے اسباب میں لگے ہوں اور دعاؤں کی استجابت کا وعدہ ہو اور اسباب ہدایت بھی موجود ہوں، اس میں تھوڑی سی محنت کر لینا بہت بڑے نتیجہ کی اُمید دلاتا ہے کہ گمراہ اور غفلت شعار دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی ہمیشہ کی کامیابی کی طرف پلٹ جائے اس اعتبار سے اس مبارک ماہ کی جتنی قدر کی جائے کم ہے پھر ماہ مبارک کا موسم ختم ہوتے ہی موسم حج شروع ہونے والا ہے جو مکان کے اعتبار سے محنت کی قیمت کو بڑھا دیتا ہے دربارِ الٰہی و دیارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے والے حجاج پر محنت کرنے والوں کی محبوبیت خدا کے نزدیک کتنی ہے اِسے تو خدا ہی جانتا ہے یہ حجاج حرمین شریفین جو عالمی مراکز ہیں وہاں پر محنت کریں گے اس کا اثر پورے عالم پر پڑے گا صحابہ کرام نے ان مقدس مقامات سے دعوت کی محنت کو اٹھایا تھا ان کی مشابہت کی وجہ سے ان کے ثواب میں شریک کروا کر ان کے ساتھ قیامت میں حشر کی اُمید دلائے گا لہٰذا اس مبارک ماہ میں مقامی کام کو جمانے اور بڑھانے کی پوری فکر کی جانے اور موسم حج میں بھی محنت کی ترتیب قائم کی جائے اور اپنے گھروں کے مردوں کو بھی راہِ خدا میں نکلنے کی ترغیب دی جائے۔

فقط والسلام

بندہ انعام الحسن غفرلہٗ

ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوری

رمضان المبارک کی قدر و قیمت اور حجاج میں کام کرنے کی ترغیب

مکرمین و محترمین بندہ ۔ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

حق تعالیٰ شانہٗ کی ذاتِ عالی سے اُمید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے اور دعوت کی مبارک محنت میں زندگی کے قیمتی اوقات گزار رہے ہوں گے۔ اللہ جل شانہٗ نے ختمِ نبوت کی نسبت سے ایک عظیم محنت کو چالو فرما کر ہم اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصاً اور دنیا کے عام انسانوں پر عموماً بڑا احسان فرمایا ہے ۔ اس مبارک محنت کو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳ سالہ محنت کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھلائی تھی جس کی وجہ سے پورا دین پوری حقیقت کے ساتھ دنیا میں زندہ ہوا تھا اور دین کی حقیقت زندگیوں میں آجانے پر جو خدائی وعدے ہیں وہ سب پورے ہو گئے دُنیا میں دُنیا کے اعتبار سے اور آخرت میں آخرت کے اعتبار سے الحمدللہ آج بھی اس مبارک محنت کی تھوڑی سی جماعتیں علاقوں اور ملکوں میں پہونچتی ہیں تو ہر طرف تمام طبقاتِ انسانی میں صحیح زندگی کی تلاش اور پیاس معلوم ہوتی ہے اور دعوت کے قبول کرنے کا موزوں استقبال پایا جاتا ہے اس کے بعد اب عقلمندوں کیلئے ضروری ہے کہ اپنی ضروریاتِ زندگی کو ضرورت کے درجہ میں رکھ کر اور مقصدِ زندگی کو مقصد کا درجہ بنا کر اپنی ساری قوتیں اور خدا کی دی ہوئی نعمتیں دعوت کے تقاضوں پر قربان کر دیں اور اپنی عمرِ عزیز کے ہر لمحہ کی قیمت وصول کرنے میں لگ جائیں ۔ اس عالی محنت کے کرنے میں بعض زمانوں کے اعتبار سے اور بعض مکانات اور احوال کے

اعتبار سے ہزاروں گنا قیمت واجر وثواب بڑھ جاتا ہے۔ محنت کرنے والے ان زمانوں اور احوال سے گزرتے رہتے ہیں لیکن عام طور سے ان موقعوں پر اس کی اہمیت کا استحضار نہیں رہتا، جیسا کہ رمضان المبارک کا قیمتی زمانہ آیا اور چلا بھی گیا جس میں خدا کی خصوصی رحمتیں برس رہی تھیں۔ نفلوں کو فرض کا درجہ ملا تھا اور فرائض کی قیمت ستر گنا بڑھ گئی تھی سرکش شیاطین قید تھے اور انوار الٰہی کا عمومی نزول ہونے کی بنا پر دلوں کی زمین محبّت الٰہی اور اطاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہموار تھی۔ لیکن ہائے افسوس اس قیمتی زمانے کو غنیمت جان کر جیسی محنت کر لینی چاہیئے تھی نہ ہو سکی، حق تعالیٰ شانہٗ اپنے کرم سے معاف فرمائیں اور آئندہ اس مبارک زمانہ کو بار بار نصیب فرمائیں اور اس کی بھرپور قدر دانی کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اب موسم حج کا زمانہ چل رہا ہے جو مکان کے اعتبار سے قیمت کو لاکھوں گنا بڑھا دیتا ہے فریضہٗ حج کی ادائیگی کی نسبت سے حق تعالیٰ شانہٗ نے ایک عالمی نقل وحرکت کو چلایا ہے مگر آج دعوت کا عمومی ذوق نہ رہنے کی بنا پر فریضہٗ حج کی بنیاد یا بل چکی ہیں اور رسمیت بڑھتی چلی جا رہی ہے اور مقصدِ حج فوت ہوتا جا رہا ہے۔ جب فریضہٗ حج اپنی صحیح سمت اور صحیح شکل کے ساتھ ادا ہو رہا تھا تو ہر حاجی اپنی اپنی ذات میں عشق الٰہی بھر کر اور مزاج ابراہیمیؑ کا ذوق بنا کر اور طریق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اپنے اوپر چڑھا کر دنیا کی محبت کو دل سے خالی کر کے اور آخرت کو دل ودماغ میں بسا کر بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس دعوت کے کام کے لئے اپنے علاقوں میں لوٹتا تھا۔ جس کام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور صحابہ کرامؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت صحبت کو قربان کر کے مختلف علاقوں اور ملکوں کا سفر کیا جس سے پورا دین پوری دنیا میں زندہ ہو گیا اور اُمت مسلمہ دنیا میں دنیا کے اعتبار سے سرخروئی اور کامیابی کی اعلیٰ مقام پر پہونچ گئی

اور آخرت کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی بناگئی، آج پھر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم میں دعوت کی اس عظیم محنت کو اٹھایا جائے اور ہر فرد اُمت کو دعوت کے تقاضوں کو پورا ہونے کے لئے جان و مال کی قربانی کی خوب ترغیب دی جائے تا کہ فریضۂ حج بھی صحیح شکل کے ساتھ ادا ہو کر اہل عالم پر رشد و ہدایت کے اعتبار سے اثر ڈالنے والا بنے اور ہر جگہ مقامی طور پر بھی پورے دین پر چلنے کا ماحول بنتا چلا جائے، حق تعالیٰ شانہٗ اس عظیم راہ کی بھرپور قدر دانی نصیب فرمائیں۔ فقط والسلام

بندہ انعام الحسن غفرلہٗ

ماخوذ از کاپی یوسف بھائی پالنپوری ص ۲۵

ساؤتھ افریقہ کی مستورات کے مطالبہ پر حضرت جیؒ کی جانب سے مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری مدظلہ کے قلم سے لکھا ہوا خط

مکتوب گرامی: ہندوستان کی مستورات کی جماعت کی محنت سے ساؤتھ افریقہ کی مستورات دین پر لگیں، انھوں نے مطالبہ کیا کہ حضرت جی مدظلہ مستورات میں کام کرنے کا طریقہ تحریر فرمادیں، حضرت جی مدظلہٗ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو، میں چونکہ حضرت والا سے بار بار سن چکا تھا اس کی روشنی میں لکھا اور ان کو دکھایا حضرت جی نے منظور فرمالیا اسی کی نقل ہے مستورات کے کام کے لئے انشاء اللہ مفید ہونے کی اُمید ہے

عورتوں کیلئے دینی محنت کا طریقۂ کار

مستورات کے کام میں یہ ہونا چاہیئے کہ مقامی عورتیں اس دینی کام کے کرنیوالی بن جائیں اسی سے مردوں میں بھی کام پھیل سکتا ہے اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ عورتوں کا کام مردوں کی سرپرستی نگرانی اور مشورہ سے چلے، عورتیں خود ہی ذمہ دار نہ بنیں، کام کا طریقہ

یہ ہے کہ ہر گھر میں عورتوں میں تعلیم چالو ہو چکا ہے عورت کتاب پڑھے یا ان کے گھر کا کوئی مرد پڑھے، جس میں گھر کے چھوٹے بڑے سب بیٹھیں تعلیم صرف فضائل کی کتابوں میں سے ہو اس تعلیم کے ذریعہ پنج وقتہ نماز فرض نفلیں بھی جتنی آہستہ آہستہ ہو سکیں وہ کی جائیں قرآن شریف کی تلاوت چھ تسبیح یعنی ذکر اللہ ہو، اسی تعلیم کو ذریعہ بنا کر ہر عورت ملنے والوں سے دینی بات کرنے والی بن جائے اور اسی سے جذبہ پیدا ہو کر اپنے گھر کے مردوں کو شوہر باپ بیٹا بھائی کو ترغیب دے کر جماعتوں میں بھیجنے کی کوشش ہو، مقامی کام میں شرکت کی ترغیب دیں، مستورات میں ان سب باتوں کو چالو کرنے کی ترغیب کیلئے کبھی کبھار عورتیں جمع ہوں اور ان میں مرد ان باتوں کو چالو کرنے پر بیان کرے اور اسی میں مردوں کے مشورہ سے عورتیں بھی اس گفتگو کو آپس میں کریں چھ نمبروں میں ذکر بات چیت ہو، فروعات کو نہ چھیڑے، حرام چیزیں جن میں عورتیں مبتلا ہیں طعنہ نہ مارا جائے ورنہ ان کا آنا جانا بند ہو جائے گا۔ بلکہ مجموعی طور پر ان کا یہ ذہن بنایا جائے کہ اللہ کے حکموں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر پورا کرنے میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے یوں وہ دھیرے دھیرے احکامات پر آویں گی۔ دینی محنت کو شرعی اصولوں کی پابندی کے ساتھ کی جائے اور اس کی آواز لگائی جائے اس میں بعض عورتیں ایک دم سے پابند نہ ہو سکیں تو ان پر سختی نہ کی جائے بلکہ دھیرے دھیرے نرمی سے اصولوں پر لانے کی کوشش اختیار کی جائے، جب عورتوں کا ذہن بنے گا تو وہ خود ہی گھر کے محرم کو ساتھ جانے پر تیار کرے گی اور اگر سیر و تفریح دینی کام کو ذریعہ بنا کر گھومنے پھرنے کا ذریعہ بنائے گی تو ایسی عورتیں کوشش کریں گی کہ محرم ساتھ نہ ہو۔ اب یہ کام کرنے والیاں اندازہ لگا کر آنے والیوں کے ساتھ ان کی حالت کے اعتبار سے معاملہ کریں اس قسم کے معاملات میں سر دست پرانے کام کرنے والے مردوں کا مشورہ مفید ہوگا وہ ان کی کلیات کی روشنی میں سوچ کر رائے دیں، جہاں مرد بھی فیصلہ نہ کر سکیں تو وہ مرد عورتوں کی طرف سے

نمائندگی کر کے نظام الدین لکھ کر پوچھ لیں، مثلاً ایک عورت میں دینی درد وجذبہ ہے محرم کا ابھی ذہن نہیں بنا ہے ایسی عورت کو محرم کا ذہن بنانے کا موقع دیا جائے ایک دم سے اسے ڈانٹ دوگی ایک قیمتی مایہ ہاتھ سے نکل گئی یہ بھی بڑے ڈر کی چیز ہے ایک عورت ایسی ہے کہ تبلیغ کے بہانہ سے سیر و سپاٹے کرنا چاہتی ہے تبلیغ تو ایک گھنٹہ کی لیکن اس کا وقت پانچ گھنٹہ لگا آتی جاتی اور گھومتی پھرتی رہی ایک گھنٹہ تبلیغی مجلس میں شریک ہوئی اور آئندہ اس کی آوارگی کا خطرہ ہے تو ایسی عورت کے بارے میں چپ رہنا دین کے کام میں خطرہ ڈالے گا ایسی عورت کو حکمت کے ساتھ محرم کو ساتھ لانے پر زور دیا جائے اور سرپرست مردوں کے ذریعہ اس کے مردوں کو بھی ترغیب دلائی جائے کہ ساتھ لائے اور لے جائے تو اس کام کی حفاظت ہوگی، یہ دو مثالیں دی گئیں، ہر آنے والی کے ساتھ ایک جیسا معاملہ نہ ہوگا بلکہ اس کی حالت کے اعتبار سے معاملہ ہوگا۔ یوں مجموعی آواز تو لگے کہ دینی محنت شریعت کے خلاف نہ ہو، جس جگہ عورتیں موجود ہوں وہ جگہ بند ہو تاکہ مرد دیکھ نہ سکیں، تقریر نہ کریں بلکہ دینی ذہن بنانے کے لئے بات چیت کا انداز ہو اور کتابی تعلیم کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے اختلافی مسائل اور بات چیت نہ ہو، مسائل تو مردوں کے ذریعہ مفتی ہی سے پوچھیں، ہماری رکی گفتگو فضائل پر ہو، بے پردگی عام ہے حکمت سے کام کروگی تو دھیرے دھیرے پردہ آجائے گا کوئی کام ایک دم سے نہیں ہوا کرتا۔ پہلے ذہن بنانے کی کوشش کرو اور یہ ذہن تعلیم، تلاوت، ذکر، نماز، دینی گفتگو اور دعا سے بنے گا۔ نماز سیکھنے کا ذہن بن جائے تو ہر محلہ میں کوئی پڑھی لکھی عورت کے پاس سیکھنے والیاں سیکھ سکتی ہیں صحابیات کے واقعات کے ذریعہ سادگی کا ذہن دھیرے دھیرے بنایا جائے، قبر، حشر، جنت دوزخ اللہ کی عظمت والی بات چیت ہر ایک کے لئے مفید ہے اس سے خود دین کا فکر پیدا ہوگا۔ عورتوں کے لئے سب سے بڑا اصول دینی محنت کرنے والے مردوں کی

یں کام کرنا ہے خود عورتیں اپنے طور پر نہ کریں عورتوں کا کام بہت نازک ہے لیکن ضرورت بھی ہے نزاکت کے سبب دینی کام چھوڑا بھی نہیں جاسکتا اور بہت ضروری جان کر بے اصولی برداشت نہیں کی جائے گی بے اصولی کو روکنے کے لئے ایسا ڈنڈا بھی نہ مارو کہ کام ہی سرے سے ختم ہوجائے اور کام ختم ہونے کے ڈر سے ایسی بے باکی نہ ہو کہ اصول ٹوٹ جائیں "بیچ کا راستہ اختیار کرو کہ کام بھی ہوتا رہے اور آہستہ آہستہ اصول بھی آتے رہیں سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اس کے لئے دن کو تھکادینے والی محنت کرو اور رات کو تنہائیوں میں اللہ کے سامنے ہچکیاں مار مار کر اور رو کر دعائیں کرو اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ عالم میں دین پھیلے گا اور مرنے کے بعد میٹھی نیند سونا ہے اور بعد میں جنت میں جا کر ہمیشہ ہمیشہ ایسے مزہ کرنے ہیں جن کا کبھی خیال بھی نہ گذرا ہوگا۔ مزہ تو جنت میں ہے دُنیا چھوٹ جائے گی' زیادہ فکر مند عورتیں ان کا کام اپنے ذمہ لے کر ان کی نیند پوری کرائیں اور صحت کا خیال یہ صرف زیادہ فکر مند عورتوں کے لئے ہے کیوں کہ عام عورتیں خود ہی نیند کا خیال رکھتی ہیں ہیں ہر کام میں اعتدال کا خیال رہے عورتیں گشت نہ کریں بلکہ نابالغ بچہ اور بچیاں سمجھا بجھا کر بھیجی جائیں جو گھروں میں جا کر نماز کلمہ کی بات کریں اور کہیں جمع کرنا ہے تو وہ بچہ خود ہی کریں یا مسجدوں میں مردوں کو بتایا جائے کہ وہ اپنی مستورات کو بھیجیں چھوٹے بچوں کو بھیجا جائے تو بچوں میں بچپن ہی سے دعوت کا جذبہ پیدا ہوگا ان بچوں کی جماعت کے ساتھ ایک بڑا آدمی بھی ہو جو پاس کھڑا رہے تا کہ بچے اس دعوت کو کھیل نہ بنا دیں یہ مدرسہ کے بچوں سے بھی کرایا جا سکتا ہے لیکن عورتیں مردوں کی طرح گشت نہ کریں، مستورات کا کام کرنے والیوں میں ان سے کام طریقہ یہ ہے کہ جو مستورات دینی محنت میں ساتھ چلیں ان سے تعلیم کرائی جائے کتاب پڑھوائی جائے شوقین عورتیں جو نماز سیکھنا چاہتی ہوں انھیں سپرد کر دیا جائے کہ نماز یاد کرے چھ نمبروں کی بات چیت سمجھانے بجھانے کے درجہ میں ان سے

کرائی جائے بعض دفعہ ان سے سیکھنے والی مستورات کو ان کے محرموں کے ساتھ کچھ وقت کے لئے بھیجا جائے تاکہ کام کا بوجھ ان کے سروں پر پڑے پھر پرانی مستورات دوبارہ آکر ملیں اور کارگذاری سنائیں اس طرح کئی کئی کام کرنے والی عورتیں بنیں گی. یہ آخرت کا ذخیرہ ہونے کی امید ہے ۔

فقط والسلام

بندہ محمد انعام الحسن غفرلہ

مستورات کے اجتماع میں بیان کس کا ہو اور کس نوعیت کا ہو

بھائی سید الطاف حسین بورگاؤں منجو ضلع آکولہ کے نام حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کا ایک مکتوب گرامی

بنگلہ والی مسجد دہلی
۲۴ / رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
یکم مئی ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ سید الطاف حسین صاحب ! وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آپ کا خط ملا، احوال معلوم ہوئے امید کہ اپنے معمولات کی پابندی کے ساتھ دعوت کے مقامی اعمال میں خوب فکر و اہتمام کر رہے ہوں گے. آپ نے عربی سیکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، تھوڑا تھوڑا سیکھتے رہیں ۔

خواتین میں دینی ذہن بنانے آخرت کے اعتبار سے انھیں فکر مند کر کے نماز و روزہ تسبیحات و تلاوت کی پابندی اور روزانہ اپنے گھر میں تھوڑی دیر فضائل کی تعلیم اور اپنے مردوں کو راہِ خدا میں نکلنے کے لئے معین و مددگار بننے پر آمادہ کرنے کے لئے کبھی کبھار

مردوں کے مشورہ سے کسی پردہ دار مکان میں انھیں جمع کر کے کسی معمر شادی شدہ، پرانے اور سمجھدار آدمی کی بات کرائی جا سکتی ہے۔ مستورات میں بات کرنے کیلئے ایک اکیلا آدمی نہ جائے بلکہ تین کی جماعت بنا کر جائیں۔ فقط والسلام

بندہ محمد انعام الحسن غفرلہٗ۔

چھ صفات زندگی میں اتارنے اور مقامی کام کی ترغیب

از بستی نظام الدین

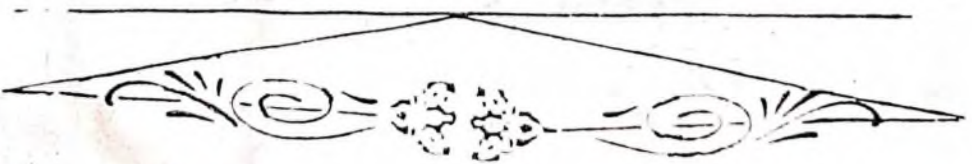
مکرمی و محترمی بندہ! وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ سب حضرات عافیت سے ہوں، زمین والوں پر کامیابی و ناکامی، عزت و ذلت امن و خوف، تندرستی و بیماری، اطمینان و پریشانی کے موافق و مخالف جو بھی حالات آتے ہیں اس کا فیصلہ پہلے آسمان پر ہوتا ہے اور آسمانی فیصلہ زمین پر بسنے والے انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اگر انسانوں میں ایثار و ہمدردی غربا پروری، خدمت خلق، رحم و انصاف خدا کی عبادت، تقویٰ و زہد اور توکل والے صفات ہوتے ہیں تو خدا کی طرف سے عزت اور امن و سکون میں کامیابی کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اور جب انسانوں میں خود غرضی، نافرمانی، جھوٹ، غفلت، سود اور جہالت کی خرابی آتی ہے تو خدا کی طرف سے ناکامی، ذلت، خوف و پریشانی کے فیصلے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ساری پریشانیوں کا اصل حل یہ ہے کہ انسان میں اچھے صفات تیار ہوں۔

اس لئے دین اور فکر آخرت کی بنیادی محنت ضروری ہے۔ ہر جگہ فضائل اعمال

کی تعلیم ایمان کی مجالس، اللہ کا ذکر اور کم از کم ہفتہ میں دو گشت ماہانہ تین دن اپنے اطراف کے مقامات پر جا کر اعمالِ دینیہ کی محنت ایسے طریقہ پر کی جائے کہ خود بھی اور دیگر احباب بھی چلوں کے لئے خدا کے دین کی محنت میں لگیں اور مردوں کے علاوہ عورتیں بھی ذکر اللہ۔ تلاوت، تعلیم و عبادات میں لگیں فرضوں کے علاوہ نفلوں کی بھی ترغیب ہو، آیتِ کریمہ، اہتمام کے ساتھ الحاح وزاری والی دعائیں ہر جگہ ہوتی رہیں تو اللہ کی ذات سے آخرت میں کامیابی کی اُمید ہے۔ اور ہر طرح کی پریشانیاں، خدا اپنی قدرت سے دور فرمائیں گے۔ اس میں بھیڑ جمع کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہر جگہ دینی محنت ہوتی رہے اور جماعتیں انہی باتوں کو لیکر اطراف میں پھرتی رہیں اور سب سے زیادہ بنیادی چیز اخلاص ہے۔ یعنی رضائے الٰہی کا جذبہ ہو اور ہدایت کے عموم کی دعائیں ہوں، یہ خدا کی رحمتوں کے متوجہ کرنے کا غیبی راستہ ہے۔ حق تعالیٰ ہر طرح عافیت و سکون اور دنیوی و اُخروی انعامات سے نوازے اور پریشانیوں کو دور فرمائے، آمین۔



حضرت جی مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ

کی یاد میں

عطا تجھکو ہوا وہ ذات حق سے بال و پر ساقی — کہ ہے سارے جہاں میں دین کا جاری سفر ساقی
دیار بحر و بر اب تیری ضو باری کو ترسینگے — قیامت تک تجھے ڈھونڈیں گے اب شمس و قمر ساقی
ترے دیدار کو امت کی اب آنکھیں ترستی ہیں — ہماری دسترس سے دور ہے اب ترا گھر ساقی
گذر جاتے تھے دن دعوت میں راتیں آہ و زاری میں — خوشا وقتیکہ تو عالم کا تھا میر سفر ساقی
بظاہر بے خبر تھا شر پسندوں کی شرارت سے — حقیقت ہے کہ رہتا تھا ہر اک سے باخبر ساقی
تو اپنے دوستوں کا دوست دشمن کا بھی شیدائی — تری پاکیزہ سیرت کس قدر تھی بے ضرر ساقی
ترے جانے سے افسردہ ہے امت دیکھئے کیا ہو — اندھیرا چھا گیا ہے راستہ زیر و زبر ساقی
دعاؤں سے تری دل میں ہمارے کتنی ڈھارس ہے — بھرا کرتا تھا بن کر ترا منظور نظر ساقی
جہاں کو قوت فکر و عمل کی مشعلیں دے کر — سوئے فردوس اعلیٰ ہو گیا تیرا سفر ساقی
نگاہوں سے تری جود و کرم کیسا برستا تھا — جو دل میں تھا دکھاتی تھی وہی تیری نظر ساقی
تری ہر بات علم و معرفت کا بحر بے پایاں — تری اک اک ادا گویا تمیز خیر و شر ساقی
سبق ذکر الٰہی کا دیا رطب اللساں رہ کر — تری بیعت ارادت موجب خیر البشر ساقی
نشہ الیاس و یوسف کی جہاں میں جانشینی کی — حضور پاک کی دعوت کا تھا پیغامبر ساقی

وکیل ناتواں کی ہے دعا اس ذات برحق سے
بنے تیرا، کرم سے، جنت الفردوس گھر ساقی

وکیل محمد شریف پرتاب گڑھی

حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

کے

ملفوظات و اقتباسات

(حصہ اول)

مرتب

(مفتی) روشن شاہ صاحب قاسمی

حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

کے

بیانات

کا مجموعہ

مرتب

(مفتی) روشن شاہ صاحب قاسمی